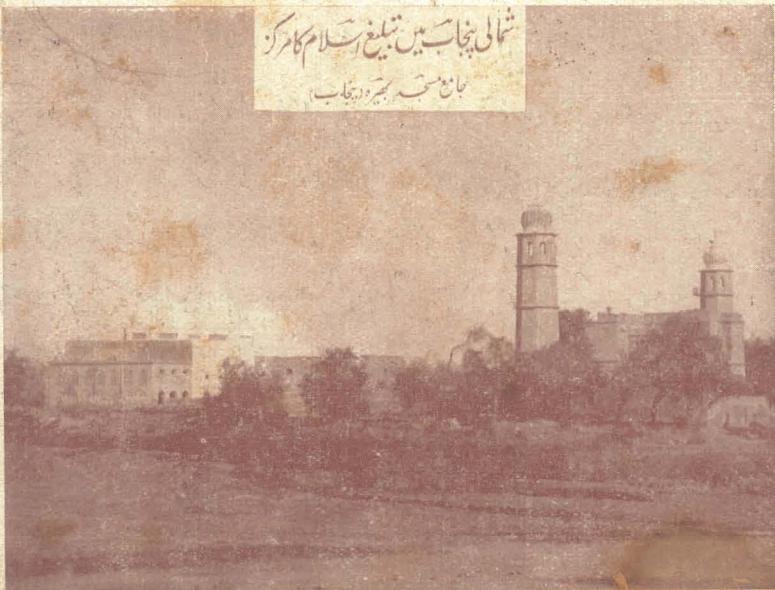


شمس الامان



تمالی بخارا میں تبلیغ اسلام کا مرکز
جامع مسجد بخارا و بخارا



Chief Editor, Zahur Ahmad Bugvi.

Shams-ul-Islam [Monthly]
BHERA (Punjab).

وَالْمُطْرَقِيَّةِ وَالْمُكَبِّنِ بَدَالَ الْعَاقِبِينَ الْمُدَحَّبِينَ فَوْلَادَ الْأَجْدَارِ الْمُكَبِّنِ
جَامِعَ السَّرِّ عَنْ خَتْرَتِ الْمُكَبِّنِ مُولَانَ الْمُكَبِّنِ الْمُكَبِّنِ بَكْوَى رَجَسْتَانِ الْمُكَبِّنِ
بَكْرَى الْمُكَبِّنِ الْمُكَبِّنِ بَكْرَى الْمُكَبِّنِ الْمُكَبِّنِ بَكْرَى الْمُكَبِّنِ
حَرَزُ الْأَصْنَافِ حَرَزُ الْأَصْنَافِ حَرَزُ الْأَصْنَافِ حَرَزُ الْأَصْنَافِ

(اللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ)

اعراض مقاومت و صمد راه اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تھقہ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام۔

۱۷، صلاح رسوم پابندی شریعت الامیہ۔ رسن، احیاد و اشاعت علوم دینیہ۔

ظرفہ کار رہ مہماں شمسِ اسلام کا اجراء ۲۲، دارالعلوم غزیہ جامع مسجد بھیرہ جوانی مختلف جمیں نصب۔
تبیل نصب اکیل۔ دارالبغین۔ عربک كالج تعلیم القرآن کے ذریعے اسلام کی بہترین خدمت انجام سے رہا ہے۔ ۱۸، مبلغین
کے فریبے ملک کلول عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے۔ ۱۹، سالانہ عظیم الشان، کائفنس ۱۵، امیر حرب الانصار
کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ۔ ۲۰، قیم خانہ، کتب خانہ رہ، جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر۔

جیل کا قواعد و ضوابط

۱) جو صاحب خوب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہان عطا فرائیں گے وہ سرپت مقصود ہو گئے۔ ایسے صحابہ کے
نام جو یہ شمسِ اسلام میں مہیخ شائع ہوا کریں گے۔ ایسے حضرات کی سفارش پر چاہیں امامان مساجد غرب بایا طلبہ
کے نام جو یہ بلا معاوضہ جاری کیا جائیکا۔ پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب خوب الانصار فرائیں گے
وہ معاونین میں ہمارے ہوتے۔ اور ان کی سفارش پر میں امامان مساجد غرباً یا مفلح طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیکا۔
معاونین کے اسماء بھی شکریہ کے ساتھ جو یہ میں درج کئے گھائیں گے۔

۲) ازان خوب الانصار کے نام جو یہ صفت بھیجا جاتا ہے۔ چند رکنیت کم از کم ۳۰ راہبوار یا تین روپیہ مقرر
رسن، عام سالانہ چندہ رطہ، هلقہ ہے جو نوٹ کا پرچھفت بھیجا جاتا ہے۔

۳) رسالہ بزرگ نبی میاں کی کیم تائیخ کو بذریعہ داک بھیجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں جس جا
کو جیسی کلیں تائیخ تک رسالہ نے لے ان کی طرف سے اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے
کی صورت میں دفتر فرمہ وارنہ ہو گا۔ جمل خط و کتابت و ترسیل زر بنام :-

بیحر رسالہ شمسِ اسلام بھیرہ (بنجاب) ہوئی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۵

ماہنامہ

لِلّٰهِ الْاَكْبَرِ

مقام اشاعت :-

جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

چندہ سالانہ عدصہ

حدود پابندی فروجی مطابق ۱۳۵۵ھ مکتمب ۱۹۴۶ء

صفحہ	فہرست مضمون	برہمندر
۲	باب التغیر	۱
۵	باب الحديث	۲
۷	سیدنا حبیب	۳
۹	کیا اسلام تمیم کا محتاج ہے	۴
۱۳	اعلان حق	۵
۱۶	حیات بعد الموت	۶
۲۵	بنگلش سنی اور کلب سنی شیخوں کی باریوں ملائکا	۷
۳۲	زینیاز مہنگوں باس فرار لکھنؤی	۸
۳۹	نماز کامفنا طیبی اثر	۹
۴۶	عییدِ شخصی قربانی	۱۰
۵۳	خاکساری فتنہ	۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدَنَا فَأُولَئِكُو سُورَةٌ مِّنْ صِلْبِهِ
وَادْعُوا شَهِيدَاءَ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ طَافَانُ لَهُ
تَفْعِيلٌ وَلَنْ تَفْعِلُوا فَالْقُوَّاتُ الْأَنْدَارُ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجَاهَةُ
أُمِّدَتْ لِلّٰهِ كَافِرِينَ ۝

اگر تمہیں اس چیز سی جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی۔ شک ہو تو تم بھی اس کی اندر کوئی سورۃ
بناؤ ۝ اور خدا کے سو جس قدر تمہارے حمایتی ہوں (مد و کیمی) بلا لاؤ۔ اگر تم پتھے ہو۔ پھر اگر تم ذکر
سکو اور ہر گز ذکر کر سکو گے تو اس آگ سے بچو کہ جس کا ایسہ صن آدمی اور پھر ہیں۔ جو کافروں کے
لئے بنائی گئی ہے :

اسلام کا نصب العین توحید و رسالت کا پیغام ہے۔ یہ مقدس ذہب لئے اندر بھی وہ زبرست
جادب ہے لئے کہتا ہے جو ابھائے آدم کو قوت نظریہ کی تکمیل کے بعد عملی زندگی کا ایک اسوہ حسنہ بن کر کا منت
عالماں کے لئے کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قوت نظریہ کی تکمیل توحید و رسالت کے ایقان افغان خدا
کی شناخت اور رسول سے رابطہ پسید کرنے کا نام ہے۔

اس سے پیشہ ریا ایسا انسان اعبد و ادب کہم اخ بیں نہایت وضاحت اور مدل و
مبہن طریق پر وحدانیت کا درس دیا تھا۔ اور بتلا یا تھا کہ انسان کی علمی عملی اقتضادی تہذیب سماشتری
اور سیاسی زندگی تب ہی سورہ سکتی ہے جب وہ آقاۓ حقیقی کے آستان فیض رسان پڑھک جائے۔
اہلیک مصل الاصول کو بیان کرنے کے بعد ضروری تکمیل رسالت و نعمتوں کو ناقابل ذکار دلائی ہے مدل کے
اسلام کے دو سکر اساسی اور بذریعہ اصول کو پیش کیا جاتا۔ اس لئے اب ان آیات میں اسی دوسرے
مقصد کو بیان کیا گیا۔ اور اس کے اندر ایک دوسرا بہو یہ بھی موجود ہے کہ جب اسلام نے توحید کا
پیغام سننا کرنی تورع انسان کو اطاعت الہیہ کے لئے پابند کیا۔ تو یہ بھی لوازمات میں سے ہے کہ انسانی نہ ملے
کے پیش نہیا نصب العین اور اصول کا رکو ایک ایسی فوق اعقل طاقت سے واضح کیا جائے جہاں نسافی
عقلوں سوائے قسمیم و رضا اور عین و بنیودی کے اور کوئی چارہ نہ رکھتے ہوں۔ انسانی ذہب کے لئے خوفزدہ ہی ہے

کہ اس کے اصول بھی آسمانی ہوں جن کی گذشتہ پہچانا ممکنات کے اختیار و قدرت سے باہر ہو۔ ان حقائق کے پیش نظر ایک ایسا واسطہ ضروری ٹھیکار خالق و مخلوق کے بھی روابط و تعلقات کی نگہداشت کرے۔ اور مخلوق کے لئے ایسا پایام بھی لائے جو ان کی زندگی کے ہر گوشہ میں تکمیل کے علاوہ اطمینان و تکمیل کا موجب ہو۔ اسلام کے اُس پایام اُمر کا نام نامی اسم گرامی سیدہ الائین و آل الرّبّین حَمْدُهُ عَلَيْهِ وَسَلَامُ فَدَاهُ ابِي دُاؤتِی ہے اور اس پایام کا نام قرآن قدس ہے:

قرآنی تبیر کا ایک جامع پہلو امشدجہ بالا آیت قرآنی ان ہر و مقاصد کو پورا کر رہی ہے۔ ایک طف اس خدائی پیکارنے طاغونی قتوں کو چیلنج دیا کہ اگر ان کے اندر طاقت ہے تو وہ میدان مقابلہ میں اُنکی صفت آڑا ہوں۔ اور دوسرا طرف رسول عربی سے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت و صداقت گورنریشن کی طرح واضح فردایا۔

اعجاز و نبوت کا باہر بالظہر بنی کی صداقت و حقانیت اور مجانب اللہ ہونے کے لئے ایک بیسی خارق عادت چیز کی ضرورت ہے جو اس کے سوا کسی دو کے کو حصل نہ ہو۔ یہی کا نام محبہ ہے ابتدائی ترقی میں سے ایک شخصت صے اللہ علیہ وسلم کے دور مقدس تک تمام انبیاء کو محیرات عطا کرے گے۔ مگر اس وقت کی ضروریات عام مثل مغل، کمال، تغفیر، ماحول کی فضنا اور گرد و پیش کے حالات کو سُنّتظر کھا گیا یہاں اسینا موئی علیہ السلام کے وقت میں جادو و طرازی اور حرفوازی اپنی پوری پوری طاقت کے ساتھ کار فرما تھی۔ تمام بیرون سکون پر ہی جوچہ تھا یہی عام مشغله تھا۔ یہی علمی ترقی بھی جاتی تھی اور ایں کمال بننے کے لئے اسی کی ہی لاش رہتی تھی۔ اُس ضلالت و عصیان کے دوران اور اسی مکدرہ کی موجودگی میں موئی علیہ السلام کی بخشت ہوئی۔ سو اس تمام ماحول کے پیش نظر نہیں ایسا اعجاز دیا گیا جس نے تمام سحر کار و سحر اختیار لوگوں کو حیران کر دیا۔ اور ایک ایسا کمال دیا گیا جس کو بڑے بڑے ساحروں نے بھی با فوق الحمقی، ما فوق الالکتساب اور وراء الوراء سمجھا۔ اب اگر موئی علیہ السلام کو اس کے سوا کوئی اور اعجاز دیا جاتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ لوگوں کی توجہات اور ہبہنڈل نہ ہوئیں۔ بہر حال ماحول کے اقتضاء اور تناسب کا خیال فطرت کا اصول نہ ہے۔

جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بخشت ہوئی تو اس وقت علم طب کا چیز لانے زور دوں پر تھا۔ تمام دنیا اسی شکل میں سرست و مدھیش تھی۔ تمام کائناتِ عالم کی دھمکیں و اکتسابی توجہات کا مرکز

یہی علم طب تھا۔ تمام عالم اپسے قمی مخات عمر ای علم کی تھیں توصیل میں صرف کرو دینا اپنا بہترین انہاں کی سمجھتا تھا۔ اس لئے خدا کے اس حیلہ اقدبی کو ایسی نعمت کا مجھہ دیا تھا جس نے تمام حکماء و اطباء کو فنگ کر دیا۔ امکہ وابص کی شفایا بی اور احیاء اموات وغیرہ اسی سلسلہ کا ایک حصہ ہیں یعنی وہ تمام امراض چو اطباء، حکماء کے نزدیک لا علاج والا دعائیں وہ صرف علاج پذیر ہوئیں بلکہ چوتھوں کی رہیں بھی نہ سکیں۔ اور خصوصیت سے مردوں کا زندہ کرنا یہ ایک ایسا مجھہ تھا جس کے آگے تمام دنیا کو سرنگوں ہونا پڑا۔

لیکن جب سید الاولین والآخرین کی بہت کا دور آیا۔ تو اُس وقت تمام کائنات عالم فصلہ دیلان غت ادبیت و خطابت کے مشاغل میں بیخود تھا۔ اسی جوہر کو نمایاں کرنے کیلئے مجالس منعقد ہوتے، محافل اکاسٹہ ہوتے میلے لگتے، مقابله ہوتے۔ اور نوادر آنائیں ہوئیں۔ بہترین شحر کہنے والا بہترین سیکھ اور تقریر کرنے والا قبائل عرب کا سید و سردار قلمیں کیا جاتا۔ اور صرف یہی نہیں کہ اسکو ایک علیٰ یا معاشرتی تکمال سمجھا جاتا۔ بلکہ اچھے اچھے قصاید ارکان کعبہ کے ساتھ لٹکا کر دعوت مبارزت دی جاتی۔ اسی لئے اخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نعمت کے جاذب انجام سے نوازا گیا۔ اور ایسی ہی پکار کی وہ بے پناہ کشش بھی جس سے تمام فصحاء و بلخاء کو سرنگوں ہونا پڑا۔ شعروں سخن۔ علم و ادب کی مدعا نوم نے عاجز ہا کر کلام الہی کے ساتھ ستر یہم خشم کر دیا۔ اور اس پکار نے اتنے ہی تمام انبائے آدم کو چیلخ دیا۔ کہ اگر وہ اسکی صداقت میں ذرہ برا بریک و ارتیاب رکھتے ہوں۔ تو پھر زور آزمائی مکیے تیار ہو جبائیں۔

و دقفاتِ عالم تاہمیں کہ اس صیلخ کی آواز نے تمام دنیا کا چکر کھایا۔ مگر کسی کے اندر کی قولیت کی جڑات نہ ہوئی۔ اور نہیں کسی منتفس نے اس کی تزوید کے لئے قلم اٹھایا۔ اور اگر کسی بدینیت و بدیست انسان نے تعصب کی غلط بین نگاہ سے غلطی کھا کر جڑات کی تو اُس نے اپنی جہالت کا بہوت دیا اور اس۔

باقی انباء اور اخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھہ میں ایک نما یاں فرق۔

ظاہر ہے کہ تمام انبیاء کرام کے مجھات آج ایک تاریخی قصہ بن کر رہ رکھتے ہیں اور انہیں صقص کا ابقاء بھی قرآن کا فرضان علم ہے۔ قرآن نے ہمارے بتایا کہ یوسی علیہ السلام کے پاس ایک مجھڑا راز عصا تھا جس نے بمشیت اینہی یہی خوارق عادت دکھائے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی

زندگی بچہ الموت کا زبردست اور عظیم الشان معجزہ تھا۔ مگر رسول عربی حصے اللہ علیہ وسلم کو ایسا مجذہ دیا گیا۔ جو خاص وقت خاص ماحول اور خاص حالت سے مخصوص و محدود نہیں بلکہ ابد الایام تک ایک ایسا زندہ مجذہ ہے جس کا اقرار تمام اُمتوں اور ملتوں کو ہے جہاں یہ مجذہ ابتدئی زندگی میں مجذہ تھا۔ تھیک اسی طرح ایک دن رسول کے لئے بھی مجذہ ہے۔ واللہ یقیناً میں ابتدئی زندگی میں مجذہ تھا۔

السبیل:

بِكَلِمَاتِ

اسلامی زندگی کا مکمل پرگرام

من یُحِّرِّم الرِّفْقَ یُحِّرِّم الْخَيْرَ كله (دسم)

جو شخص زندگی سے محروم کیا جاتا ہے۔ وہ تمام بھلائیوں سے محروم کیا جاتا ہے۔
اسلام نے اخلاقی بلندی اور سن معاشرت کی از حد تاکید کی ہے۔ اور بار بار فرمایا ہے
کہ اسلام حسن معاشرت اور حسن اخلاق کا نام ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں تمام خوبیوں بھلائیوں
نیکیوں اور پاکیزگیوں کا منبع اپنی اخلاق کو تسلیا گیا۔ دوسری صحیح حدیث میں یہ بھی آیا ہے
الكلمة الطيبة صدقة۔ بخوش کلامی بھی ایک صدقہ و خیرات کا حکم رکھتی ہے۔
بعض حکماء نے کہا ہے کہ شخص تمام دُنیا کو اپنا قلبی خیر خواہ اور خیر اندازی بنانا چاہے خوش کلامی
اور خوش روئی اختیار کرے۔ اسی کے اندر تمام مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔

من اهان السلطان اهانہ اللہ (ترنی)

جس نے (اسلامی) بادشاہ کی توہین کی جنداوس کی توہین کرے گا۔
اسلام ایک مرکزیت اور عالمگیر تحد و مودت کا نام ہے۔ تمام قرآن و
حدیث اطاعت اولے الامر سے معمور ہے۔ جگہ جگہ اس کے متعلق تائیدیں آئی ہیں۔
اسی لئکے تمام رعایا کی حفاظت و تحفظ کے اہم ترین فرضیں سلطنت و امارت میں سے
ہے۔ اور تمام نظام حکومت تب ہی قابلِ اطمینان ہو سکتا ہے جب تک تمام رعایا کو اپنے امیر و

اور جب رعایا کے قلوب امیر کی توقیر و تعظیم سے خالی ہو جائیں تو پھر مرکزیت ٹوٹ کر تمام لہک شروع فساد کا مرکز بن جاتا ہے۔ ایسی صورت حالات میں نہ کسی کی عزت محفوظ رکھنے ہے اور نہ کسی کا مال۔ اسی لئے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک خلیفہ کی بیت کے وقت فرمایا تھا۔ ان کان خیلداً شکرنا و ان کان شرّاً صبکرنا۔ کہ اگر امیر اچھا ہوا تو خدا کا شکر بجالائیں گے اور اگر بُرا ہوا تو صبر و تحمل سے کام لیں گے۔ بہ حال اسلامی امیر کے خلاف بغاوت یا اُس کے بغیر اصول و قوانین کی اہانت اسلامیت وللحیثیت اور مرکزیت اسلام کے منانی ہے کل ہما یلیک (نجاری سلم) اپنی محققہ طرف سے کھاڑے۔

رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و پاکیزہ تخلیم نہ صرف دینی معاملات میں سبق آمد ہے بلکہ فطرت کے وہ باندوق مقاصد بھی اُسی تعلیم کا اہم جزو ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کجب اکٹھا کھانا کھانے نکو تو بتن یا پایالہ وغیرہ میں اپنی طرف سے ہی کھاؤ کسی دوسرے کوکل راف سے نکھاؤ کیونکہ اخلاقی بلندی اور سیکھ سیرتی کے خلاف ہے۔

حزب الالصا ركا

اعظیم الشان سالانہ جلسہ ۲۳، ۲۲، ۲۱ برداوجہ مطالب
۵، ۶ کے مارچ موقق ۲۳، ۲۵ برپاگن بروز

جمعه هفته والوار

بمقام حامٍ مع من سجد كضره منتقد ہو گا
(نیجر)

سیدنا حسین رضی

ذیل کی نظم دارالعلوم عزیزیہ بصریہ کے طالب علم جناب ناصر حسین صاحب کے اذکار کا تیجہ ہے اپ مولانا ابوفضل محمد کرم الدین صاحب تیسیں بھیں کے صاحبزادہ ہیں ان کی حوصلہ افزائی کیبیے یہ نظم درج کی جاتی ہے۔ تاریخین اس نظم کے استقامت کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ اکٹھا طالب علم کے جذبات کی داد دیں دیریں چن سید عالم کو بسایا کس نے سبق قرآن ہمیں آکے بتایا کس نے جذبہ عشق مسلمان کو ساختا یا کس نے نحرۃ حق سے ہمیں آکے جھکایا کس نے جس نے ہم کو تھا سکھایا روحت میں مرنا جو خدا غیر کی طاقت سے نہ ہرگز ڈرانا

نحرہ مت سے دشن کو ڈرا یا کیونکر صفحہ دہر سے باطل کو بڑا یا کیونکر
ہم کو پیغام بشارت کا سنا یا کیونکر سر پئے ملت اسلام کٹا یا کیونکر
مردِ نازی کی شجاعت کو بسالت کو دیکھ
ابن حسین ڈر کی ذرا دینی حمایت کو دیکھ

کافیں کرب و بلا کی وہ اٹھانی کیوں تھیں ندیاں خون کی اس نے وہ بہائی کیوں تھیں
ظلم تیس کفر کی دنیا سے مٹائی کیوں تھیں صفحیں اعداء کی وغا بیں وہ بچھائی کیوں تھیں
دریں عبرت تھا مسلمان بھی جینا سکیجھے
جام وہ اپنی شہادت کا بھی پینا سکیجھے

دعا و دیار ان محبت نے جھلا کیا سیکھا تحریزی سازی کا انس ایک تماشہ سیکھا
بٹ پرستی کا یہ اک طرزِ زلال سیکھا ہاؤ ہو، شور و شرد گریہ و نالہ سیکھا
ان خرافات کو کب رکھتا روا ہے اسلام
ہے بُرا فصل یہ الحاد ہے بدعت ہے حرام

کس کے سیما سے نمایاں تھا ولائت کائنات کا کس کے پھرہ کی جملہ مثل چسران غنی تباہ
کس کے دم سے ہوئی عالم ہی تھیت عربیاں کس کے پسندے میں منور تھا چسران غنی عرفان

جنوں اساتھا مُحَمَّد کا علیؑ کا پیارا
 حضرت فاطمۃؓ کی نہ کہہ کا جوحت تارا
 دیکھ اس مرخد اکابھی ذرا قہر و جلال۔ یعنی بخت حججیؑ کردار کا حال
 نکالیں گے ان میں کس شان سے زہراؓ کا حسل۔ کر دیا لشکر کفتار کو یک دم پامال
 دین و ملیت کے لئے اس کی یہ قربانی دیکھ
 چشم عبرت سے ذرا جذبہ ایمانی دیکھ
 خوف شمن کا نہ اعداء کی ستگاری کا۔ یخ و خجر کا نہ باطل کی جف اکاری کا
 چینی و رومی و سندھی کا نہ تاتاری کا۔ قلب مون میں بھروسہ تھا فقط باری کا
 گز اسلام سے شمن کے صنم کو توڑا
 ظہمت کفر کو دنیا سے مٹا کر چھوڑا
 امتیاز حق و باطل کو دکھایا اس نے۔ دین فطرت پہلائی کو جلا دیا اس نے
 جہل و بدعت کے اسیروں کو چھڑایا اس نے۔ دنکا اسلام کا عالم میں بجا دیا اس نے
 تخت و دولت نہ حکومت کا وہ مشیدی تھا
 مظہر حق تھا صداقت کا وہ مشیدی تھا
(رنظہ جن ٹبلام)
درالعلوم عززیہ بیوی

ضوری گذاشت حرمہا سے فرمائی

بہترین مصرف عیں الفتحی کے موقع پر چھپ مہلئے فرمائی کی قیمت
 بذریعہ نی آرڈر ملائے طلبائے دارالعلوم عززیہ بنام
 دہشم دارالعلوم عززیہ پامع مسجد بھیرہ
 ارتال فرمائی

کیا اسلام اسلام کا محتاج ہے؟

مولانا ابوالکلام آزاد کے خطاب عین دیپاں نظر

لاراجھضرت مولینا طہور احمد صاحب بگوی امیر خواجہ الصار (پنجاب) حال در تکانہ پونڈنگ اسٹریٹ میں بھی ان فوش قہت انسانوں میں سے تھا جنہوں نے عین الدغتر کے متقدہ پر کلکتہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کا خلبہ نہیں کافر خیال کیا۔ مولانا کی بے شک خطابت اور فصاحت و بلامت نے مولو کلام کی سحر آفرینی سے کسی کو بھی انکا نہیں۔ مگر سی بیخ کے باوجود صحیح معلوم نہ ہو سکا کہ مولانا کے پیغام تجدید یا اسلام مطلب کیا ہے روزانہ ہند ۱۵ ارب دسمبر کے صفویہ ۲۷ پر مولانا کا خطبہ شائع ہتا ہے۔ اس کو ڈھکر میرے شکو و شبہات تازہ ہے مولانا کے کلام میں عجیب سیم کا تضاد پایا جاتا ہے جس کو حق کرنا میرے جیسے خادمان اسلام کے سبب مشکل ہے؟

تجدد یا تاسیس: - ہر قویت پس انسان کو مولانا کے اس بیان سے اتفاق ہو گائے اسلامی محنت کے قیام اس کی درستی۔ اس کے تحفظ اور اس کے مقاکے لئے تاسیس کی ضرورت نہیں۔ تجدید کی ضرورت ہے۔

عمارت موجود ہے خرابی آگئی ہے۔ وہاگر دوڑ کر دی جائے تو اس کی شان پر دو بالا ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ مولانا کا یہ ارشاد بھی قابل غور ہے کہ اسلام کی تعلیم کا جہا تک تعلق ہے۔ اس کی کششِ دل کویزی کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس کے حسن و جمال کا جہاں تک تعلق ہے بل اشبہ انسان عالمگیر ہے کیونہن نہیں کرم زمانہ اس کا ساتھ ہے بلکہ اگر مسلمان سلمان ہو جائیں تو زمانہ ان کا استقبال کریگا۔ اسلامی قوانین کو تم ایک طرف رکھو اور انسانی ضروریات کے ہر گوشہ کو دوسری طرف پھر کیجو۔ اس کی معنویت و معاشرتی زندگی کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس کی تدنی و نہیں نہیں۔ کام جیز کیا ہے۔ قدامت اب باقی نہیں رکھتی لیکن تجدید میں خلو منید نہیں۔ آج اسی نفحہ کے استعمال کی ضرورت ہے۔ جو تیر و سوال پہلے ایک ہادی و حکیم نے تجویز کیا تھا؟

کلام کے نمکنہ والاصحہ سے کسی ستم کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ گرافس ہے کہ مولانا اسلامی قوایں اور اسلامی نظام کے احیاء کے لئے لطف تجدید اسلام کرنے تھے تجدید کی جوشال روی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوبصورت الفاظ کے پردہ میں اسلامی قوایں کی تعلیم و تاریخ کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

تجدد پاپی کی مثال: - ایک طرف قومولانا ارشاد و فرمانے میں کرتھدہ میں غلو غنیمہ نہیں۔ کہ تقدیر کی زندگی

میں بڑھے تو علمی کی گرامی میں پڑی۔ دوسری طرف یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ "اچ ان سخن کے استعمال کی ضرورت ہے۔ جو تیرہ سو سال پہلے ایک ہادی جو حکیم نے تجویز کیا تھا،" مگر یہ سلومن ہیں پہنچا کر قدامت سے مولانا کی کیا تراویح ہے۔ کیا تیرہ سو سال کے پرانے نسخہ کو قدیم نہیں کہا جا سکتا۔ کیا قدامت کو دوڑ کرنے سے مولانا کی مراد سیز وہ صد سالہ اسلام کی تجویز ہے۔ تجدید کی جو مثال مولانا نے بیان فرمائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجدید نہیں بلکہ اسلام میں ترمیم درکار ہے۔ بنیاد وہی ہے مگر خاتم میں الیٰ تبدیلی کر دی جائے جذبات کے حالات کے موافق ہو۔ بالفاظ دیگر تیرہ سو سال پہلے محمد عربی صesse اللہ علیہ وسلم کی بنیانی ہونی اسلامی حکامت میں چند نفعات نص ہیں جن کو دوڑ کرنے کے لئے بقول مولانا کسی نے کارگیر اور کسی نے انجینئر کی صورت ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ زبان کے ساتھ حالت بدل دی جاتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ کھڑکیاں نیچی ہیں بلند کر دیجئے تو شدنیں تبدیل کر دیئے جائیں، اساس مضبوط ہے۔ بنیاد تحریک ہے، ضروریات کے مطابق چند مجموعی ترمیم و ترمیم کے بعد اسے ضروریات زبانہ کے قابل پہنچایا جائے۔

ہم تو آج تک یہی سمجھتے ہیں کہ اسلام کے اصولوں اور اسلامی نظم و نتیجے کے انجام کی ضرورت ہے یا بالفاظ دیگر اسلامی عمارت کی سابقہ نیچی سیز وہ صد سال قبل کی حالت کے مطابق تجدید درکار ہے مگر مولانا کی میان کردہ مثال سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مولانا کا مقصد تجدید نہیں بلکہ اسلام کے بعض احکام میں تبدیل ڈینے و ترمیم ہے۔ تاکہ اُسے بقول مولانا زبان کے مطابق بنا یا جاسکے۔ حالانکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ اسلامی تسلیم کا نصف نہانہ ساختہ ہے سکتا ہے بلکہ استقبان کر سکتا ہے۔

نئے ہادی کی ضرورت : محمد عربی صesse اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ عمارت میں نہیں ترمیم کے لئے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ ضرورت ہے ایک انجینئر کی، ایک سمارکی ایک ایسے زانہ شناس کی جو ایک نظریں بھاپ لے کر بکان میں کہاں کہاں مرمت کی ضرورت ہے۔ کہاں کہاں تجدد کی ضرورت ہے۔ کس در اکس دیوار کی تسلیمی کرنی چاہئے کس کو اپنی جگہ پر چھپوڑ دینا چاہئے۔

مندرجہ بالا عمارت میں اب ان العاذ کے نیچے خط دیئے گئے ہیں۔ وہ میرے شکر ک و شہزاد کو قدر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ مولانا کا مقصد صرف تجدید نہیں بلکہ ترمیم تبدیل و تفسیخ اور جمع احکام امام پیاظٹانی کرنا ہی ہے۔ اور ایسے مقصد کے لئے دو حصے میں ایک نئے ہادی کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ عوام الناس ان الفاظ سے یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہوتے۔ کہ اس نئے ہادی سے مولانا کس کو مراد لے لیتے ہیں۔ قادیانی بھی ایسے معاملے دیکھا پاتا اُوسیدھا کہتے ہیں یعنی ہے کہ مولانا کا خطبہ ایسندہ کسی زمانہ میں نے فتح ارتداو کی دعوت شے، اور اسلام کو دہشت و الخاود کی

کو جدید رکا مقابلہ کرنا چاہئے۔

تَنْظِيمُ زَكُوٰةٍ وَّقِيَامُ بَيْتِ الْمَالِ :- زکوٰۃ کی تنظیم اور بیت المال کا فنام کی اجتماعی حیات کے لفڑ کے لئے ضروری ہے۔ اس کی اہمیت سے کبھی کسی کو اذکار نہیں پوچھتا۔ تم اسی کی غلامی نے مہیں چون اداووں سے محروم کر دیا ہے۔ ان میں بیت المال بھی ہے جب تک آزادی حلقہ نہ بروز کوہ کی تنظیم کا مسئلہ کا لفڑ ہے جو نہیں پوچھتا جب تک یہاں سے یاں اسی قوت نہ ہو۔ کہ حلقہ کو یہ کس اداوں کی طرح ہر ستم ہارج کے حساب و کتاب کی پڑائی کر کے خدا تعالیٰ یسوس و رسول کو گیکیں اور انیں ٹھیکین (زکوٰۃ) نہ دینے والوں کو سزا دینے پر قادر ہے۔ اسی وقت تک بیت المال کے قیام کی راست نکال شکھے کا نیجو صرف یہ ہو گا کہ جہاں ایک سوچنہ جمع کرنے والے نظر آتے ہیں وہاں بیت المال کے قیام کے بعد انہیں پیش نئے چند جمع کرنے والے اداوہ کا اضافہ ہو جائیں گے۔ اور یہ تابو ہو جام و نمود کے لئے یا کسی طریق پر یا مجہود اکثر اسلامی اداووں کی مانی اداوگر کے رہتے ہیں ان کو پیشہ جو ہے میں سے انکا کرنے کا معمول بہادراستہ آ جائیگا۔ جہاں پہلے پاسوپریس سالانہ بد خیرت صرف کرتے تھے اب بیت المال میں ایک صدر و پیغمبر و دیگر آزادی حاصل کر لیں گے کہ بیت المال کی اداویں حصہ لیتے والوں میں سے ہر ایک کوی اداووں کی اداوے کے تجاذب پر پیش کرے گا۔ پنجابی بجا بولی کیلئے بیکھنی پیگایوں کیلئے اور اسی طرح میں ہمیں کیلئے اداو طلب کریں گے۔ اور بیت المال کا خاتمہ اسی ہجتیں چھپیں گے۔ پنجاب میں مقام سیال شرفی اور سماں میں مقام پھلوواری ایسا ذات شرعیہ قائم ہوئی۔ ہر دو بیت المال قائم ہوئے۔ مگر ان میں نہ کامی ہوئی۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے گذشتہ سال عیسیٰ لاطر کے خطبہ میں فرمایا تھا۔ کہ ”بیت المال کے قیام کے بغیر زکوٰۃ اداہی نہیں ہوگی جس قدر زکوٰۃ کا روپیہ دیا کیا جاتا ہے اس کا کوئی شواجع صحن نہیں۔“ بیت المال کے قیام کے بغیر کا صرف یہ تجیخ نہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ ادا کرنا بند کر دیں گے۔ اور جب تک ہم صحیح خاطرہ ہے کہ مولانا کی ہر چیز قدر دیروں کا صرف یہ تجیخ نہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ ادا کرنا بند کر دیں گے۔ اور جب تک ہم غلام میں بیت المال قائم نہ ہوگا۔ اور اس کا خوفناک تجیخ جو ظاہر ہو گا اس کے تصور سے روشنگ طریق پر ہوتے ہیں۔ اسلامی مدارس و دیگر ادارے کس پیغمبری کے عالم میں فنا کے گھاٹ اڑ جائیں گے کسی کو کیا پڑی ہے کہ مال بھی فی اور ثواب سے بھی محروم ہے۔ بیت المال کے انتظار میں صدقہ و خیرت و زکوٰۃ سے بھی ذمی ثبوت شخص کو بخاتم حاصل ہو جائیگی۔ بقول کے سے ”ند نومن تیل ہوگا نہ راڈھا نا چے گی“

مولانا کی خدمت میں ہمو و بانہ گذارش :- مولانا کی خدمت میں مودا و گذارش ہے کر اپنے مقصد کی وضاحت فرمائیں گے مولانا کو صحیح رائی عمل بستیں۔ اپ کی پہلے لوادر گوئی سے قوم میں تشتت و افزایق پیدا ہوا اڑاکی ہے۔ یہی منہلے اپنے جریدہ موطہ، ہر دسمبر ۱۹۷۷ء کے افتتاحیہ میں مولانا کے خطبہ کا وہی حصہ نقل کیا ہے۔ جو قابل اعتراض ہے۔ اور قوم کو اسلام کی تجدید یعنی ترمیم کی دعو

دیکھے ہے، آپ کے معتقدین آپ کی تقریر کے پہلے حصہ کو اس کی تردید میں پیش کریں گے۔ موافق و مخالف اپ کے کلام میں سے استناد کے نتیجے معاوی جائیگا۔ یہ بات بھی قابل فور ہے کہ یہ لفظ کے دن عبیدگاہ کے میدان میں ہی میرزا یوسف نے ایک طریقے بجنوان دعوت حق تقیم کیا ہے جس میں کسی نئے ہادی و مجدد کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے مسلمانوں کو میرزا بھی کی غلامی کی دعوت دی ہے۔ آپ کی تقریر یقین میرزا یوسف کے لئے دببلیس کا بہترین موقعہ ہمچاہیگی۔

مولانا کے تعلق یہ شکایت عام ہو چکی ہے کہ آپ اپنے عقاید و اعمال میں کسی قدر آزاد واقع ہئے ہیں! ابھر آپ کا کلام سیلو درگوئی سے خالی نہیں ہوتا۔ ترجمان القرآن میں آپ کے کلام سے ظاہر ہوتے کہ آپ بحاجت کے لئے اطاعت رسول کو ضروری نہیں سمجھتے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب میریہ لاکوئی نے دو فوج آپ کو یہ خداک الفاظ طرف توجہ دلائی۔ اور وضاحت کام طالبہ کیا۔ مگر آپ نے آج تک ان کی کسی چیز کا جواب نہیں دیا اور کمال سکوت سے کام لے کر اپنے چنینکے ہر بھی بھر کے تباہ کن نتائج کا ملاحظہ کر رہے ہیں اسلام میں کسی نئے فتنے کی خواشیں نہیں مسلمان ہیں کبھی فتنہ بندیوں میں مستلا ہیکر کافی تباہ ہو چکے ہیں ما جبل ہر آذ جو صداس ہو ٹھیک ہے لئے بلند ہوتی ہے۔ وہ کسی نئی ترقی کا پیش خیہ ہوتی ہے سیاسی مجالس کے افراط کو دور کرنے کے لئے ہر بار بھی مجلس قائم ہوتی ہیں، اما طرح اسلام میں فرقہ بندی کو دور کرنے کے لئے اخاذ و ضریب کے نام پڑھنی تحریکیں ہوتی ہیں جن کا تجویز صرف یہی ہوتا ہے کہ نئے نئے فرقے پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر نئے فرقے کا داعی فرقہ بندی کو مٹانے کا دعی ہوتا ہے جنہیں ساختی و مالکی کی ترقی مٹانے کے لئے فرقہ اہل حدیث کی تاسیس ہوئی۔ اہل حدیث اور اخناف کا اختلاف مٹانے کے لئے چکڑ الی فرقہ طاہرہ اہل حدیث اخناف اور حکمکاروں (اہل قرآن) کے اختلاف کو ختم کرنے کے لئے میرزا فائز قادیانی نے ایک نئے ذوق کی بنیاد ایں ہے۔ شخص جو ایک ہوئے کامشده دیتا ہے۔ درست کسی نئی تحریک کا پیشو ابنا جائیتا ہے مسلمانوں میں چونکہ لگاگروں کی کثرت ہے۔ اور مدارس و تیم خانوں کے سعیوں کی یورش سے امر تباہ اچکے ہیں لہذا سعیوں اور لگاگروں کے سد باب کے لئے تنظیم زکوہ و قیام بیت المال کے نام سے ایک نیا ادارہ قائم کرنے کی کسی کی جاری ہے، تاکہ لگاگروں کی ایک نئی جماعت پیدا ہو۔ صد ہزار سعیوں میں بیت المال کے ایک نئے سعیکار اضافہ ہو۔ صد اور دویں میں ایک کی زیادتی سے مسلمان جمیع اُصھیں۔ (ماخوذ از روز نامہ زمانہ کلتہ)

۶۲-۶۳

جتنی خسیدان کچنہ کی میعاد اس سارے کے ساتھ ختم ہو رہی ہے میرزا کرم اپنا زخمیہ نہ رکھنے کا اور اسال فراوی۔
ویسا ہی میں ۳۰ زر زادہ خوب ہوتے ہیں۔
”زمیجر“

اعلان حق

امستِ مرا اپنے کے دل و نسبیں کا انکشاف

(دانہ دیر)

و عویٰ سے نہیں ہوتی ہے تصدیقِ نبوت

پہلے جی بہت گزرے ہیں نقاںِ محمد

مشہرِ کلستان میں عیدِ الفطر کے دن اجنبی مرا اپنے کلکتہ کی طرف سے ایک اشتہار بنا م دعوتِ حق دلبیت " قیمِ ہما جس کو لکھتے ہی مرا اپنے کے حق اور ان کی تبلیغ کی خصیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اشتہار از سرما پاچل و نسبیں کذب و زور خالطات اور حکومتی سے بھرپور ہے۔ حق پسند طبائع کے نئے ان کی بے ایمانی کا راستہ طاہر کرنے کے لئے ان کے اس چھوٹے سے اشتہار سے ہی سراسرا فتوح اور حجوب کے چند نرم شائع کئے جاتے ہیں۔ مرا اے قادری اپنے کے مفہومات میں سے اقتباس دیج کرتے ہیں کہ :-

"آخر اس قدر تو خوف چاہئے تھا کہ وہ شخص صدی کے سر پیا ہو۔ اور رمضان کے گوئے خوف نے اس کی گواہی دی۔ اور اسلام کے موجودہ شعف اور دشمنوں کے متواتر حملوں نے اس کی ضرورت ثابت کی اور انہیار گذشتہ کے کشوف نے اس بات قطبی مہر لگادی کر دی چوہلی صدی کے سر پیا ہگا۔"

یخے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

"اس بجلگہ یاد ہے کہ انکھڑت سے اللہ علیہ وسلم نے مہدی مہمود کی علامات میں سے ایک علامت یہی ارشاد فرمائی ہے کہ اس زمانہ میں سورج اور چاند کو رمضان شرفی میں گریں گے۔ دیکھو "حکایہ اور علیہ" ڈوہرے صفحہ پر لکھتے ہیں :-

"جس عید کی بشارت حضور سو رہا تھا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُستاد کو دی تھی۔ اور صاف صاف الفاظ میں فرمادیا تھا کہ:- چودھوی صدی میں (اس عیدِ سعید کا طوہرہ) جیکر زین و اکسمان خدا کی اوار سے بقعتہ نور بن جائیں گے۔ وہیا سے تاریکی دیریگی دور ہو جائیں گی۔ تیس سے ایمان کی روشنی نزول کریں۔ بس یہ مہی وقت۔" س ایمان مخفیہ کو لصحت و بصار

عطا فرمائی ہے۔“

مرزا بیوی میں اگر بہت ہے تو ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیکھنے مانگا، عام حاصل کریں۔۔۔
 ۱) کیا آنحضرت سے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سنہ ہجری راجح تھا؟ اگر نہیں تو موجودہ الحج
 وقت سنہ ہجری کے بنارصدی کا سرتخیں کرنے کی کوئی شرعی عقلی دلیل آپ کے پاس ہے اگر نہ
 وادت نبوی مراد ہوتا تو سنہ نبوی مطابق سنہ ۶۳۰ھ صوبی خاکسار آپ لوگوں کے نامے مجدد مسیح ہو چکا
 ہے جس کا اعلان اجرا اسی ہو چکا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ صدی کے سر پوشیدہ نامے مجدد کی اعلان نہیں کرتے
 (یہ یاد ہے کہ میری تحقیق کے مطابق مجدد کوئی عہدہ نہیں ہے۔ جو شخص بھی اسلام کی نمایاں خصوصیات انجام دے
 اس کو مجدد کہا جاسکتا ہے۔ اور مجدد کوئی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ مرزا ای بتائیں کہ ہر صدی کے ستر پیس کس کی مجدد
 نے دعویٰ کیا کہ اوس مجدد نے اپنے نامنے والوں کو حقیقی قرار دیا۔ ہر مجدد کا دعویٰ اس کے اپنے الفاظ
 میں اور اس کی اپنی مصنفوں کتاب میں دکھائیں مجدد کے لئے دعویٰ کرنا بھی ضروری نہیں۔ عہد حاضروں
 حضرت شیخ سنوی مرحوم شیخ العین مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم۔ مولانا سید انور شاہ صاحب مرحوم
 و دیگر کئی بزرگان میں مجدد قرار دیتے جاسکتے ہیں۔ خاکسار اپنے آپ کو علمائے کرام کا خادم کہتے ہے۔ میر دعوے
 صرف یہ ہے کہ مجھے خداوند کریم نے فرمایا میرزا یہ کہ استیصال کے سبجوت فرمایا ہے چنانچہ مرصد
 سات سال میں خاکسار کے ذریعہ طول و عرض بہنس میں مرزا یت کو نبوت کا پیغام مل چکا ہے)
 (۲) اب ہم مرزا یت نے کوف و خوف کی پیشگوئی کو مہدی ہی مسیح ہو کی علامت بیان کیا ہے۔ لگو مرزا یت
 کے اقتباس میں اس علامت کو صدی کے سر پرانے والے بیتی مجدد کی علامت قرار دیا ہے۔ اب پرچی چکے
 ہیں یا مرید صاحب؟

اللہ، آپ لکھتے ہیں کہ ”اسلام کے موجودہ صحف اور شہنشوں کے متواتر حلولوں نے اس (دمراجی) کی
 صورت ثابت کی۔“ معرفتیت یہ ہے کہ مرزا یت کی تشریف آوری کے بھی مسلمانوں کو جرقدار زوال
 و ادب کا عالمانہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کی نظر تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ آپ لکھتے ہیں کہ ”اس عید حسین (لختی مرزا یت)
 کے طہور کے بعد زین و آسمان خلقی الوار سے بقعہ نور بن جائیں گے۔ دنیا سے تاریکی و تیرگی دوڑ ہو جائیں گی
 کیا مرزا ای صاحب ایں بتائیں ہیں کہ طہور مرزا کے بعد اسلام کا صحف کیسے دوڑ ہے۔ شہنشوں کے حلکے
 کے اور پیرگی ووارکی کیسے دوڑ ہئی۔ خداونی افواز نے دنیا کو کیسے بقعہ نور بنا یا۔ کیا اسلام پر حلے
 ہوئے۔ کیا دہشت و حالوں کی تحریک پہلے سے نیادہ زور کے ساتھ موجود نہیں۔ کیا
 سلمہ عاصمہ جنہوں نے جھانی ہوئی نہیں ہیں؟ کیا گذشتہ پھیلیں الہ تاریخ میں ملاؤں

پس پیاں مسلمان کی پارش نہیں ہوئی۔ اب یہ کہتے ہو کہ مسلمہ رجہاد کی تیخ اور انگریز کی علامی کا پرچار کئے کی پاک اش میں سرطہ فرشاد دائرے کی آگزٹیکٹو کوس کے رکن نامہ درج ہے ہیں جس کے ساتھ غداری اور جاسوسی کے صلے میں مراٹیوں کے شن کو سرکاری حمایت حاصل ہے۔ اور ستر کروڑ سالماں ان عالم کو کافر کہنے والوں کا ایک مخفیہ کی تنظیم ہو چکی ہے جس کی تعداد سرکاری اور دشمن کے مطابق ۵۰ ہزار سے زیاد ہے مگر یہاں تک کہ مبہوت بہت ہے کہ بعد آپ کے عقیدہ کے مطابق انسٹھ کروڑ ننانوے لاکھ پینتی لیس ہزار سالماں کافر اور مرد ہو چکے ہیں کیا یہ ترقی کی علاست ہے۔ بھی انوار خداوندی ہے۔ اس کا نام تیرگی و ظلمت کا دوہرہ ہے۔ اس پر انوار مراٹیوں کی دمبارگستہ صد مہر زادی کو خلائق امرتیہ کے طلاقیں سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہیے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عطا تو ان مفسوب کرنے والا بھی ہے۔ کیا کسی مرانی میں ہتھ ہے کہ حدیث کا کبھی کتاب میں سندیح مفروض تھا اس مخصوص کی حدیث دکھانے کے کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماو رضا بن مسیح کی خوف کو ہدایت کی علا قسرار دیا ہے؟

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحف صاف فرمایا ہو کہ چوہبیں صدی اس میں عیسیٰ کا خلود ہو گا الخنز (۳)، کسی نبی کا ایسا کشف کھائیں۔ کہ جس کی بنا پر اس نبی نے کہا ہو کہ چوہبیں صدی میں مجدد ذله ہو گا فان لم تفعلوا لعن تفعلا فاقولوا ناریتی و تقدحها النسا و الحجارة۔

مجز عالم صلی اللہ علیہ وسلم پانچرا بالمحض والو اخدا سے دُو رو قیامت کے دن کے محاسبہ کا خیال کرو کیا یہی تبلیغ ہے۔ یہی حق و صداقت ہے جس کے انہار کیئے مراجی دنیا میں بحوث ہئے تھے تم نے اپنے اشتہار میں داظلنی صدھا اور بجا رالا نواز جلد ۲۳ کا حوالہ دیا ہے میں چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی تہرانی ان بڑو کتابوں میں سے کسوف و خسوف کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کر شے۔ یہ دونوں کتابیں کلاتھ میں سیاپ ہو سکتی ہیں اگر کسی میں ہتھ ہے تو میدان میں اگر انہی صداقت ثابت کر دے۔ داظلنی میں کسی محمد ایں عیسیٰ کوں دیج ہے مجبوب علی نامہ کوئی بزرگ لذت سے ہیں۔ مجبوب علی سے روابط کرنے والے جابر جعلی و عمر و نبیہ و محبین کے ندویک لذت ہیں۔ یہ قول اور یہ روایت بھی جھوٹی ہے اور اگر اسی روایت کو صحیح سمجھی کیا جائے تو بھی اس حادثت مطابق کسوف خسوف اتفاق نہیں ہوا۔ چوہبیں صدی والی حدیث گھٹنے والوں کو چاہئے کہ اسی حدیث و کھدائی جس میں صاحف ایسے الفاظ موجو ہوں جو کہ انہوں نے اپنے فلکیت میں توی اور خطوط و حدائقی کی علاوات کی امور درج کئے ہیں تم نے صاحف کا لفظ کا مکمل پہنچ لئے تاولی و تحریف اور کرو فریب کا دروازہ ہمہ کرسیوں اور ستر کرو لے اور ماحظہ فرماؤں)

حیات بعد الموت

(اذ سلاماً محمود علی صاحب پروفیسر زندھیر شائع)

عہد صافروں میں الحاد و دہریت کی نظم تینیں تین مرکز نہہستان میں قائم ہو چکے ہیں۔ بخوبی غایت اللہ
مشقی۔ یوپی میں دیرگار۔ ادبیکاں میں عبدالرازق طیج آبادی اپنی شہنشہ اس تحریک کے علمبردار میں دل کا
مضمون مولانا محمود علی صاحبؒ بنگار کے ایک فحون کے جواب میں تحریر فرمایا تھا جسے جید مضید سمجھتے ہیں
جیدہ نہ میں بھی درج کیا جاتا ہے۔
(میر)

اگست ۱۹۷۲ء کے شمارہ میں حیات بعد الموت کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اس کی نسبت اپنے
واردات قلبیہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں :-

تحریر ذکر ہونکہ تمام عقلائے زناہ کے نقطۂ خیال سے باخل مطابقت رکھتی ہے دل میں تھنا رکھتا ہوں کہ
کاش و حقیقت حال کے سچی مطابق ہوں نے اسے عقلائے زناہ کے نقطۂ خیال سے مطابق اسلئے گہاٹت کر جو عقلاء
ذہبے بگایا ہیں ان کا بالطبع یہی خیال ہونا چاہیے اور جو ذہب کو لانتے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں لہذہ ذہب کی بیاناد
دو ایسی چیزوں پر ہے جن کا عقلی ثبوت کوئی نہیں۔ ایک یہ کہ دنیا کا پیدا کرنے والا ایک قادر بطلق اور علم و
ارادہ کے اوصاف کمال سے تتصف خداۓ لایداں ہے۔ دوسرا یہ کہ انسان منے کے بعد موجود رہتا ہے
ان دونوں عقیدوں کو شخص بغیر دل کے انتہے یا یوں کہتے کہ جس شخص کی قدرت یہ یہ دونوں عقیدے
مرکوز ہیں وہ ذہب کے بغیرہ نہیں سکتا۔ اور جو ان کا سُنکر ہے وہ ذہب کی طرف آنہیں سکتا۔ یہ بحث الگ ہے
کہ جس خیال کو سر زبانے میں عالم و جاہل انسانوں کی بہت بڑی تعداد مانگتے ہو۔ اسے ان کی فطرت اور
جو بعض افراد نہ ملتے ہوں انہیں اور دیوانوں کی طرح پیدا یئی بیمار کہنا چاہیے۔ یا فطری
جدبات کو دیافت کرنے کے لئے کوئی اور سیار مقرر ہے اس بحث کو جھوٹ کر میں یہ کہنے میں حق بخاب

۱۵) مقدمہ مضمون از صد بیانیو ہے کہ کم جزوی سے سو تک گلکستہ میں رکھاں ہیں کے جو اک انتظار کو نکال کیم جزوی کے
کے بعد لاکامی معرف کوئی اشتہار شائع ہوا تو اس کی جواب دی میرے ذمہ نہ ہوگی۔
۱۶) ماقول از نہاد
۱۷) حاجز خاصہ مسلم طہور محمد بھوپالیان اللہ عزیز بحسب انصار تحریر (پنجاب)
۱۸) احمد بن زین اپنے بھیج کر بھیج کر شائع نہیں ہوا میرزا فیصل حلقوں پر سکتے کا عالم طلاقت ہے (صلوک)

ہوں کہ جو عالم اپنے مسلمات سے یا اپنے نظری اجنبی سے علیحدہ ہو کر محض عقل کی رہنمائی سے غور کرے وہ اسی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے جو صاحبِ مضمون نے ظاہر فرمایا۔

بجھے انجباب کے تمام مقام لیں سے صرف ایک نکتہ پا غرض ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ عظیم رلفیو کا آپشین کیا جاتا ہے۔ تو وہ جنبدنٹ تک زیست سے محروم رہ کر دوبارہ زندہ ہوتے ہیں۔ اور زمانہ بعد الموت کی کوئی کیفیت بیان نہیں کرتے بیہی صورت ہمیشہ کہیے مرنے کے بعد ہوتی ہوگی۔ یہ قیاسِ آنہدی اس کی روح کو عالم بالاتک لے جانا ہنسی سکتے۔ وہ اسی فضایں بھیستی رہتی ہوگی اور ناسابق قبح پا کر پھر آنکھتی ہوگی۔ وہ اسی طرح بے خبر رہتی ہوگی جیسے آدمی غفلت کی نیند میں سوتا ہو۔ تو بتائیے کیا؟ حیات بعد الموت کا عقیدہ اُس موت کی نسبت ہے جس کا عزراشیں ملے اتنی دُور لیجا ہے کہ وہ موجودہ جسم میں کسی ڈاکٹر کی کوشش سے اور کسی ترکیبے دخل نہیں ہوتی تو اس عادتی موت کی کیفیت کو حقیقت موت پر کینزکار سلبیق کر سکتے ہیں۔ دوسرے موت کی قیامت تک کا زمانہ یا موت سے لیکر دوبارہ کسی گھوٹے یا گدھ کے جسم میں حلول کرنے تک کا زمانہ ہے جیسے ایسا زمانہ جبکی کیفیات پر تمام نہ ہے اور تمام نہیں فرنے متفق نہیں ہیں۔ روحاںی جزا اوسرا کی تحریری جو سریشہ پڑھنے خوف طفیل یا خیال سے مطابق کرنے کے لئے پیش کی ہے۔ اس کی بنیاربیشک کہہ سکتے ہیں کہ مرنے کے بعد سوچ موجود ہے تو رنج و راحت سے بھی مستہی شناسا ہو جاتی ہوگی۔ اور اگر آپشین کی حالت سمعی الواقع ثابت ہو گیا ہو کہ اسے رنج و راحت سے واسطہ نہیں۔ توحیات بعد الموت کا سائل بھی علط ہو جا میگا۔ یہیں جسمانی حشرہ و نشرہ مانند فالے تو کہتے ہیں کہ روح اگرچہ جدا گاہ ہستی رکھتی ہے۔ گمراں میں جنم کے بغیر نہ کوئی احساس ہوتا ہے نہ کوئی کام کر سکتی ہے۔ اسے دنیا میں بلا یا گیا تو جسم کا مکان فروش ہونے کے لئے ہیسا پڑھا گیت میں کھلی طلبی ہرگی تو جسمانی سواری کی کہنی پڑی۔ جو سریشہ دستے کے لامبا ہی وہ احمد سعید تصنیف ہوگی۔ کیونکہ یہ قوتِ شماری میں ودھیت ہے اور دفعہ جسمانی حصہ ہے۔ اور اس لئے احسان کی جذبہ بڑا ہے اور اس پر تکالیف کے اندر جمانتی قاعدے کے مطابق مکروہی اور طلاقت میں تفاوت ہوتا ہے۔ احساس اگر روح میں ہوتا تو زندگی کے ہر لمحے میں کیساں قوت کے ساتھ موجود رہتا۔ روح کی واحد قوت خواہش ہے جملنا (۷۷) یہ خواہش تمام ماحل زیست کے ساتھ موجود رہتا۔ روح کی واحد قوت خواہش ہے جو کی خواہش ہوئی ہے۔ جوانی میں مختلف چیزوں کو اپنا مطلوب بناتی ہے۔ بڑھاکے میں راحت کی خواہش ہوتی ہے۔ خواہش موجود ضرور رہتی ہے۔ محض روح کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ اور روح چونکہ احساس سے محدود ہے اس لئے وہ مفہد اور ضر خواہش میں تینیں نہیں رکھتی۔ اور ڈاکٹروں کی عمر کا بڑا حصہ میں لیکھوں اور زندگیوں کو ان کی مضر خواہش

کے روکنے میں صرف ہوتا ہے۔ اچھا تو جب احساس روح کے اندر موجود ہی نہیں تو عقل جو احساسات کے مجموعے کا نام ہے روح میں کہاں ہوگی۔ اور اس لئے وہ اپنی خواہش کو تسلیم شنی کے لئے جسم کی محتاج ہوگی۔ اور یہیں آن کرنے سے رخ و راحت سے مشتمل اس ہونے کا موقع ملبنا ہوگا۔ مرنے کے بعد اپرشن کی موت ہر یقینی موت وہ پچھلے جسم سے جد ہے۔ احساس کیفیتوں سے کیا آشنا ہو۔ قرآن میں زمانہ قبل الحشر کی نسبت فرمایا گیا ہے۔

کانضم یوم دیر و نہالِم میلیثُوا لَا عَشِيَّةٌ أَوْضَاحًا هـ۔ یعنی قیامت کے دن نہ اروں سال کے بعد زندہ ہونے والے بھی وہی کہیں گے جو سو کڑاٹھنے والا کہتا ہے۔ کہ میں قبیل ایک شام گذری ہو گی شاید صحیح تک پہنچنے۔ یہ ائمہ بھی اسی تھیوری پر مبنی ہے۔ جو جسم سے جدا ہو کر کچھ کوچھ خبر نہیں ہوتی جب پھر کسی جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تو گویا وہ جاگ املاحتی ہے لیس اپرشن کے بعد زندہ ہو کر وہ نہ کچھ بتا سکتی ہے نہ اس پر کوئی تیجہ تربیت رکھتا ہے بلکہ ابھی صاحبِ مخصوص کو عقدِ حل کرنا باقی رہتا ہے۔ کہ اگر انسان اور جانور

تامام جاندار جسم خیز جسم کہتے ہیں۔ اور روح کوئی چیز نہیں تو خواہش جسم کی تمام قتوں کی مانند عکسِ خلائق

مدد روح میں کم اور زیادہ کیوں نہیں ہوتی۔ اور یہی شے کیاں زور کے ساتھ کیوں موجود رہتی ہے۔ اس تیجہ کا باہر ثبوت مخصوصون دیکھ اور ان کے ہم خیالوں پر ہے۔ اس کے علاوہ ایک اوپر قدرہ کا حل دیافت طلب ہے۔

دل، دُنیا کے تمام کارخانہ کو دیکھتے۔ اس میں بے جان اور جاندار مخلوق مقداریں اور قدریں بے شمار ہے اور ان میں سے اکثر چیزوں بے جان بھی اور جاندار بھی دوسری چیزوں کو اپنی خواک بن کر تائیں رہتی ہیں۔ اور خود اور چیزوں کی خواک بنتی ہیں۔ اور ہر چیز اپنی خواک حاصل کرنے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کرتی ہے۔ مگر انتظام ایسا رکھا گیا ہے کہ خواک کی اور خواک کی ایسے والوں کی کوئی نسل اور کوئی قسم نہ راروں سال کے زمانے میں پڑھوتے اور فنا ہوتے ہوئے دنیا کے پردہ سے بالکل نابوونہیں ہوئی۔ بعض جانداروں کے دھانچے دیکھ دیاں کیا گیا ہے۔ کہ ان کی نسل نمایمید ہو گئی ہے۔ مگر ان کی تعداد موجودہ عبیشہ نسلوں اور قسموں کے مقابلے میں بسی بیچ ہے اور وہ بھی فالاً صرف اس کا یہ کوئی ثابت کرنے کے نہ ہے۔ کہ ہر کلیمہ میں استشنا کا ہونا کلیمہ کے کلیمہ ہونے میں مدرج نہیں۔ یہ فائم و ماقی رکھنے کا اہتمام اسی دوراندیشی اور ہوشیاری سے کیا جاتا ہے کہ جب کچھ کوئی عام تباہی پھیلانے والا حادثہ یعنی طوفان باد و باران یا زلزلہ یا سیلاب یا قحط یا دبادنیا کے کسی حصہ پر سلط کیا جاتا ہے تو سب چیزوں اور سب جانداروں کو ٹوپی بیداری سے پاہال ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مگر ہر چیز اور ہر جاندار کی کچھ نہ کچھ مقدار اور تعداد کو آن ہی تباہی خیز اسباب اور ان ہی حالات کے اندر بالکل محفوظ رکھ کر یا تھوڑا نقصان ہنچا کر چالا جاتا ہے۔ اور انہی باقی ماندہ اشیاء کو افزایش دے کر کچھ عرصہ کے اندر تباہی زور کے پہنچنے کے بعد جو کچھ کر دیا جاتا ہے۔

۲۳، تمام دنیا کا یہ شیں ہے جس کے سب پر زے باہم گر تھا وہ اور کو اپنی کرتے ہیں مگر کبھی اکیں پہنچے کا جوڑ دوسروں سے توڑ دیتے ہیں، اور کسی اور پرنسپل سے وہی کام لے لیتے ہیں۔ زراعت کے لئے مناسب مقدار میں پانی اور ہوا کی ضرورت ہے۔ گر کبھی پانی کو روک کر ہوا کو ایسا مطوب کرنیتے ہیں کہ سوکھی کھیتی سرسریز اور بار آؤ رہو جاتی ہے۔ کبھی پانی دیتے ہیں اور ہوا میں حرارت بھر کر اُسے ہگ بناتے اور یقینی کو جلا دیتے ہیں۔ بیمار کو کبھی مضرت دینے والی چیز شفا دیتی ہے اور کبھی تندست کو مناسب نداہنہ بن کر لاک کر دیتی ہے۔

رسوی، اور دلکشی۔ نظام شمسی میں جس قدر تیار ہے ہیں ان کا اندر وہی حال مسلمون نہیں۔ قیاس کارائیں ہو رہی ہیں۔ زمین کا حال مسلم ہے۔ بیان بنے والی مخلوق میں سب سے متاز انسان ہے کیونکہ سب سے کام لیتا ہے۔ سب پر حکومت کرتا ہے۔ اس سے کام لینے والا کوئی نہیں۔ بیش جبض مدد سے اس کا گوشہ کھا سکتے ہیں۔ بعض خفیہ جاندار اس کے جسم پر بیٹھ کر یا اس کے اندر بیٹھ کر اس سے خواک لیتے ہیں مگر یہ اس نے کوئی گوشت اور پوت رکھتا ہے۔ اور اس حیثیت میں اور جانداروں کے ساتھ شرکی، ہے۔ اور جس خطہ میں انسان نہ ہو رہا کبھی اس کے گوشہ اور پوت سے کام لینے والے اور جانداروں پر زندگی اپنے کر سکتے۔ اور ہو جو وہ سکتے ہیں انسان کا انتیاری خاص عقل و فہم ہے۔ انسان کے اس خاصہ سے کوئی جاندار کام نہیں لے سکتا۔ اور زندہ انسان پر کسی جاندار کا نسلت نہیں ہوتا۔ اس پر بجالت جمیع انسان تما مخلوق سے فائز۔ سب پر سلط اور سب کا خدمُم ہے۔ بلکہ زمین سے پے آسمانی نجوم و کواکب اور فضا کی غیر مرئی دلیل میں مدد و مہم میں مخلوق سب کسی نہ کسی حیثیت سے انسان کو کام دیتی اور فائدہ پہنچاتی ہے۔ اور ہم الٰہ مبارکہ کہ سکتے ہیں کہ پیدائش عالم کی یا کم از کم تخلیق زمین کی غرض و خایمت انسان ہے۔ یہی وہ سب سے زیادہ خوشنما اور خوبصوردار بھول ہے۔ یا سب کے لذیذ اور شیرین ثمرے ہے پیدا کرنے کے لئے باغبان نے یہ چنگی کا راستہ کیا۔ کیونکہ اگر زمین ہمارہ ہوتی۔ اس میں روشنی زندگی کی جانیں۔ اس کے مختلف گھروں کو گھاس سے بسراز کیا جاتا۔ اس میں قہرہ کے شیریں اور ترشیں یا بیوی اور پریل اور خوار دار پلوے نہ لگائے جاتے تو باغبان کا محبوب بھول اکھیں دیتے والا پودہ نہ تھا۔ کسی خیبل میں اگاہوں خوشنما ہوتا۔ اور پیدا ہونے کی حالت میں فائم رہ سکت۔ اور پھر انسانی نسل میں سے جو جو ہستیاں جنمی دیاں ہی اور جوانی حیثیت میں عوام انسان سے بالا تر ہیں اور جن کے نقوص قدسیہ سے مخلوق کے اندر سب سے نیا یہ امن اور انشطاً قائم رہ سکتا ہے۔ اور جو خلق خدا کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا سکتی ہے حقیقت میں انہی کو زیب دیتا ہے کہ باعثِ تخلیق عالم فخر رہا۔ اور "لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيقُ الْأَعْلَى" کا خطاب حاصل کریں۔ اور اگر ان میں سے کوئی ہر سی چیز حیثیت سے سب پر فائز ہے تو بجا طور پر کہتے ہیں کہ صاحبِ لولاک وہی ہے۔

اچھا تو اسی بڑی مخلوق اور اس کے قیام و تمثیر کا انسا بڑا ہے۔ اور اس کے مختلف حصوں کا ایسا بھی

ارتباط اور پھر ایک ایک چیزیں مختلف کام دینے کی ایسی قابلیت اور مخلوق کے اندر علوم راتب کی ایسی تدیری ترقی اور اعلیٰ زین مخلوق کی پیدائش تک پہنچانیکا ایسا انتظام کیا یہ مناظر اس امر کو ثابت نہیں کرتے کہ یہی بے شور مادہ کی حضن اپنی نظرت کا تقاضا نہیں۔ بلکہ ایسے اداہ کو سپیدا کرنے والی یا ایک اوپری کے مطابق اس اداہ سے کام دینے والی کوئی علم و ارادہ اور حکمت و قدرت میں کمال رکھنے والی ہستہ ہے۔

اگر ایسا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے ہرے پر حکمت نظام کو پیدا کرنے والے نے کیا صرف ایک ہی تصور پڑھ بنا یا ہے جیسیں میں کام کرنے والے تصور طبی دیر کے لئے نمودار ہوتے ہیں اور مختلف حرکتیں دکھا کر ہمیشہ کے لئے گھم ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ ایک تماثل ہے جس کا سامان ایسی دو راندھی اور دانافی کے ساتھ فہیما کیا گیا۔ مگر تجھے دلوں کے کھیل پر کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا۔ نیک بندوں نے نیکی کرنے بنکی کا درس دینے۔ نیکی کی خوبیاں سمجھانے اور مخالفت کرنے والوں سے مقابلہ کرنے میں عمری صرف کیا۔ مال قربان کیا۔ اولاد فدکی اور جان گنوائی۔ بُوں نے فن و فربہ۔ سرقہ درہنہ فی اوس فاکی و خوزی سے دنیا کو تباہ کیا۔ دونوں کی عمر اسی دُصْنِ میں ختم ہوئی۔ مگر بخاک کچھ نہ نکلا ایک آتا کے دونوں کرہیں۔ ایک فربان بردار اور خدمت گزار۔ دوسرا گستاخ اور نافرمان۔ آقا ایک عرصہ کے بعد دونوں کو بغیر معاوضہ دیئے برف کرئے۔ تو کیا اس کا فعل دشمنانہ تصور ہو گکا؟

جنگل میں ایک ڈاکو سافر چلدا اور ہوتا ہے۔ مسافر اپنا بچاؤ کرتا ہے۔ دونوں ریواں نکلتے ہیں اور ایک دوسرے پیک دم فائز کرتے ہیں۔ دونوں مر جاتے ہیں۔ کیا ان دونوں کا فعل کیساں ہے کہ دونوں کو ایک ہی انجام نہ پہنچا یا یعنی ہمیشہ کے لئے فاکر دیا۔ قدرت کے اور کاموں کو دیکھو۔ وہ ہمیشہ فعل کا نتیجہ پیدا کرنے میں بڑی جزوں اور سخت گیر ثابت ہوتی ہے۔ بچپن اونٹی سے آگ میں ہاتھ ڈال دیتا ہے قدرت اس کی نادانی پر ترس نہیں کھاتی۔ جو مغلکی آگ کو پوری طرح چھو جاتی ہے جل جاتی ہے پاس والی جلس جاتی ہے۔ اس کے ساتھ والی میں جلن ہونے لگتی ہے۔ کام کی تمام مقدار دیکھی گئی ہے اور قسم کے تفاوت پہنچاب حال نتیجہ مرتب ہوا۔ مگر ظالم ڈاکو اور میگنا ہمہ اس کے کام میں زین و سماں کا تفاوت دیکھ کر بھی نتیجہ کیساں دیا گیا ہے جملہ اور ایک شخص کو زخمی کرتا ہے۔ مگر ظالم ڈاکو کر رخصم کو مہلاک ہونے سے روک دیتا ہے۔ حاکم وقت حمل اور کوئی اونٹی نہیں اور ڈاکٹر کو انعام۔ حاکم کا طرز عمل عاقلانہ اور منصفانہ ہے۔ مگر ایسے یہیں نیکی اور بدی کے ہزار ہزار مختلف کام کرنے والوں کے لئے مجبانے کا قانون جو لیے ہرے پرے پر حکمت کا رخاذ کے ماکن نے جاری کیا ہے۔ یا تو اس کا یہیں کیا جائے۔ کہ دنیا کا بنانے والا بنانے کے وقت بہت بڑا مغیبل تھا۔ مگر موت کا قانون جسی کرنے کے وقت وہ محاذ اللہ حاکم بدنی دیوانہ ہو گیا ہے۔ اور ہر بہار سال کے اندر تیار کیا ہوا گھروندہ بچل کی طرح اسے ہاتھ سے بپا دکھنے پڑی گیا ہے۔ یا پھر یہیں کہ اس کا رخاذ کا کام مرستے پر ختم نہیں ہوتا۔

نظامِ انسانی کے تمام حصے یعنی زمین اور سیارے قرن ائے دراز کے بعد گیس کی حالت سے سیال اور سیال نہ جو اور پھر قرن ہائے دراز کے بعد گرم سے سرد ہوئے ہیں۔ تو اس کام کا تجھے سبزہ و گل کی صورت میں نہ دار ہٹا ہے۔ اور چھالیے ہی ٹپے عرصہ کے بعد یہ جو ان اور انسانی مخلوق بستدیع طیار ہائی ہے۔ اور اپنا اپنا پارٹ کرنے لگی ہے۔ ان تمام ٹپے انسانوں کو دیکھنے والا کوئی ذی عقل و شور انسان موجود ہوتا تو رعشن گیس کو سیال ہوتے دیکھ کر گھا اتا تو چھتا کہ وہ نورانی کرہ تباہ ہو گیا۔ اسی طرح سیال کو مختلا در گرم کو سرد پھیکر بھی وہ خالق ہوتا۔ اور مزید بتا۔ ہر تماں گھر حقیقت اس خیال کے خلاف ہوتی اور جسے وہ تباہ سمجھتا ہے اگر زندہ رہتا تو دیکھ لیتا کہ کسی خشنناک نہیں ہوتی ہے۔ تو کیا آجھل کے فلاسفہ جو ایسی بڑی بڑی غلطت اور شان رکھنے والی جاندار ہستیوں کے مرے نے پر چین کر لیتے ہیں۔ کہ ان کے کام ہائے نمایاں سب بر باد لگتے اور وہ ہمیشہ کے لئے فنا اور نابود گھیٹیں کیا یہ لوگ اسی کچھ فہمی اور ناقابلت انسانی کے مجرم نہیں ہیں؛ اور کیا وہ تمام گذشتہ انقلابوں کا نتیجہ دیکھنے کے باوجود یہ خیال فائم نہیں کر سکتے۔ کہ اس وقت کا مرنا اور فنا ہونا بھی ایک پارٹ ہے۔ جس کے بعد اسی قدر عرصے کے اندر کوئی اور عالم آباد ہو گا۔ اور وہاں یہاں کے تمام اعمال و افعال کے پانیدار اور مستقل نتیجے بروئے کا رائے ہائیں گے۔ اور معلوم ہو گا کہ جس حکمت سے اس کا رخانہ کی بنیاد رکھی گئی ہے اُسی حکمت سے اُسے آخری شکل تک پہنچایا گیا ہے۔

اب مضمون نکارا اور اگست کا چھپہ ملاحظہ کرنے والے حضرات ارشاد فرمائیں کہ آیا یہ خیال قلب کو تسلیکن سے سکتا ہے کہ جس مہمان عزیز کو قدرت نے زمین و انسان کی تمام نعمتیں مہیا کرنے کے بعد اپنی میز پر دعو کیا ہے۔ اسی کے ساتھ بظاہر سوتی اور حد پر دشمنی کا بنا ہوا تو سوراخ ہے۔ یعنی دنیا کی اور سب مخلوق کی حالت کا اثر اور ان کے ہر کام کا نتیجہ پوئے کا نتیجہ کی تول دینے کا فانون بنایا ہے۔ مگر اس اشرف المخلوقات کے ساتھ یہ سلوک نہ ہوا ہے کہ اس کی تمام عمر اعمالِ غیر میں بس ہو یا زندگی و ہوسنا کی میں ہر حال کے اندر اسے موت کے گھاٹ اُتا دیا جاتا ہے۔ اور جس۔ یہ خیال صحیح ہو تو دنیا کا ہانے والا دیوانہ ہی نہیں بلے مرتوت اور طالبِ بھی نہیں کہ بد کو سزا اور نیک کو اعام دنیا ایک طرف اس نے انسان کے اندر پاک اور نما پاک جذبات اور نیکی اور بدی کی تہیز پیدا کرنے کے بعد یہ تم طریقی بھی روا رکھی ہے۔ کہ نما پاک انسان کی تمام عمر نا زنجمت میں بر کر دادی اور پاکہ اپنی زندگی کو چائزِ حقد کے اندر محدود رکھنے اور اعمالِ خیر کی لئے میں ہر گونہ تکلیفیں بردہ اشتہرا رہا۔ توجہ دنیا میں صرف یہی نتیجہ ہے۔ اور عاقبت کی طرف سے یہاں ہے تو کیا اس تھیوں کے علمبردار اخلاقی خوبیوں کو بننے تجھے محظک لوگوں کو نکو کاری سے مختسب اور بد طبعی پر گافرن ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔ کچھ لذت و راحت ہے تو اس میں ہے اور تمام استے یہاں رحمت رسال میں اور وہاں یہی تیج۔ کیا یہ خیال نظامِ قدرت کی تمام رفتار کے

مطابق معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ نہیں تو کیا ہر نظام قدرت کو ایسا وسیع تصور نہیں کر سکتے؟ کہ گذشتہ القلابوں کی طرح اس میں اور ایک یا چند القلابوں کی بھی بخایش ہوجن کے اندر صاف موت کے پل کو عبور کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچی۔ اور معلوم ہو کہ جس طرح دُنیا کا کوئی ذرہ اور اہل دُنیا کا کوئی جنبہ اور عادت بے مصرف نہیں ہے اسی طرح انسان کے اخلاقی جذبات کی بہت بڑے مدعای کو پیش نظر کھکھ پیدا کئے گئے ہیں اور اس طرح ہر چھوٹی بجیرہ اور چھوٹے کام کا سچی جملہ ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور بڑی چیزوں اور بڑے کاموں کا نسبتاً دریں اسی طرح اس سب سے اعلیٰ اور اشرف ہتھی کے اعمال کا نتیجہ بھی اپنے معین وقت پر ظہور پائیگا اور قدرت خداوندی کی حکمت و نظمت کو ظاہر کر گیا۔

اس گذشتہ میں غور کرنے والوں کو یہ اطمینان رکھنا چاہیے کہ دُنیا کے اندر آئینہ القلاب ہونیکا صرف گماں ہی نہیں ہے اس کے قرآن و علامات بھی موجود ہیں اول تو یہ تمام نظام سرخ تیرتیہ نہیں ہے تو اسکی موجودہ صورت ایک حال پر کب رہ سکتی ہے۔ دوسرے سائیں کی آنکھ دیکھتی ہے کہ آفتاب کی حرارت کم ہوئی ہے زین اور آفتاب کا درمیانی فاصلہ بھی کم ہوا ہے۔ آپ آفتاب کے اندر ریڈیم جسی ہزار چیزوں تصور کریں جس لحاظ تک پہنچنے کے لئے آفتاب کے اجزاء پیغم بر کرت کر رہے ہیں اب اس کا ظہور دو رہیں۔ اور ایک دن چونکہ آنیوالہ ہے اس لئے تربیب ہے جبکہ نظام شامی کے تمام ارکان سرد ہو کر اور ایک دوسرے پیوستہ ہو کر برف کا ایک نوڈہ بن جائیں گے جو زمین کے قطب شمالی سے زیادہ سرد ہو گا۔ اور پھر طرح پہلے زین سرد ہو کر اور باہر سے آفتاب کی حرارت لیکر حرارت کی متدار اور اپنی استعداد کی حد تک آراستہ اور آباد ہوئی ہے۔ اسی طرح اس نوڈہ برف کے باہر اگر کوئی اور بڑا آفتاب ہو گا تو اس کی روشنی اور حرارت سے اسوقت سے زیادہ خوبصورت اور عجیب آبادی ظہوریں آئیں۔ لیکن دوسرے آفتاب بھی اگر جسمانی ہو گا تو ضرور محدود ہو گا۔ اور اس کی توت بھی ایک دن جواب دیگی۔ ایسے کئی آفتاب مان لو جب بھی خود دوقت رکھنے والے آفتاب اور محض در حرارت سے پیدا ہونے والی آبادی سب کچھ ایک نہ ایک دن ختم ہو رہیں گے۔ ان تمام القلابوں کے بعد اگر ان کے علاوہ کوئی جسم سے پاک سراپا لوز اور غیر محجد آفتاب دھدت جسی بوجہ سے تو اس کا غیر فانی نور جو اس وقت اس جسمانی آفتاب کے تاریک آئینہ میں سے ہو کر جلوہ گر ہو گا۔ اس وقت براہ راست اور بلا واسطہ روشنی ڈال کر اس مجدد بر فانی گرہ میں پھر گراستگی اور زندگی کی ایسی لہریں دوڑا یہاگہ سب گزشتہ اجسام اور سب گذشتہ ارواح کوئی اس کے نور سے محروم نہ رہے گا۔ دُنیا کے آفتاب خانی ہیں۔ ان کے رو سے پیار ہونے والی آبادی بھی فانی ہے اس دامنی اور سردمی آفتاب کے براہ راست چکنے سے بہتر بارجی پیدا نہ ہو گی وہ دامنی اور ابدی ہو گی۔ دُنیا کے آفتاب نقص سے کمال کی طرف اور کمال زوال

کی طرف جا رہے ہیں۔ ان سے پیدا ہونے والی ہستیاں بھی نقص سے کمال اور کمال سے نوال کی طرف جانے کا جھو لا جھول رہی ہیں۔ وہ نور کال اور اگلی ہے۔ اس کی روشنی دھشت اور کاک گن کے اشارے سے کوئی ہستیاں پیدا کرے گی جن کے تمام حالات اور صفات کمکل اور لازوال ہونگے۔ ان کی راحت بھی دائمی ان کا رنج بھی دائمی۔

تہم فہریا خال الدون۔ وہ وقت ہے جسے قیامت کہتے ہیں۔ اور وہی وقت ہے جب کہ حیات بعد الموت کا جلوہ نظر آئے۔ اپریشن کے وقت چند رگوں اور سوں کی حرکت و سکون کا تماش دیکھنے والے ڈاکٹر انے سلوٹ پر کتنا ہی فخر کریں قدرت خداوندی کے رازوں کو اپنی مدد و معلم سے قبل از وقت دریافت نہیں کر سکتے۔ عین سیم سے کام لیں۔ اور تمام کائنات کا اول سے آخر تک بخیری اور تعقیم کریں اس کے ہر جزو کو نظر غایی سے دیکھیں تو ایسے اپریشن کے بعد البتہ قرآن و علامات دریافت کر سکتے اور ختنیتہ ربانی کو دل میں جگہ دے سکتے ہیں۔ **انفا خیثی اللہ من عبادہ العمالہ عاد**

۱، قیامت کا یہ وقت ہے جس کی خبریت ہوئے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ **اشرفت الأرض بدور ربها۔** یعنی وہ وقت ہے جبکہ زین اپنے پروردگار کے ذریعے براور است رکشنا ہوگی۔

۲، جو سوال غور کرنے کے لئے اس تحریر کے اندر پیش ہوا ہے وہ قرآن کریم میں خدا کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ **اخْتَيْمُ أَنَا خَلَقْتَنِّا كُمْ عَنْتَادَأَنْهُمُ الْيَنِّا لَتَرْجُونَ۔** یعنی تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو بعثت پسیا کیا۔ اور تم ہمارے پاس والپیں نہ آؤں گے۔

(۳)، پھر قرآن ہی میں اس سوال کا حل سچنے کے لئے اپنے بندوں کو تعبیر ہائی کیا ہے اور جواب کی طرف رہنی کی ہے تو ارشاد ہوا ہے۔

<p>بُشِّيكَ أَحْسَانَ وَزِينَ كَيْ سِيدَيْشَ ہیں اور شب و روز کی</p> <p>اَنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ دَاخِلَفِ</p> <p>آمَدَ وَرَفَتَ مِنْ اُنَّ دَانُوْنَ كَيْ نَشَانَاتِ قَدَّ</p> <p>هَيْرَ جَوَاهِيَّتَهُ بَعْثَيَّهُ اَوْ رَسِيَّهُ ہوئے اللَّهُ كَوَابِرَكَتَهُ</p> <p>ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں خور کرتے ہیں۔ اور</p>	<p>اللَّلِيلَ وَالنَّهَارَ لَرَاءِيَاتِ لَأَوْلَى لَأَنَّا بِالذِّينَ</p> <p>يَذْكُرُونَ اللَّهَ هَيَّاماً وَقَعْوَادَ عَلَى جَزْنِ بَعْضِهِمْ وَ</p> <p>تَيْفُكِرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ثَ</p>
---	---

لہ بات بات لکھتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کی ایصال کو مان کر یادہ کو قدم بانے میں کیا فائدہ ہے۔ اور اداہ کو نیتیت ہست لیکن کریمی کیا صورت ہے۔ اور جو چیز از لی نہ ہو اس کے ابدی ہونیکا ثبوت کیا مجھاں تھنگ شہر ہی ہے اور بزرگتر پریصلی بحث ہوئی ہے۔ سیرت دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ تحریریں آیاں اس پر کیا شکوک وارد ہوتے ہیں۔ جہاں تک ستر نظر آئے ہے اس کے خس دخا شاک کو دوڑ کرنے کے بعد رفتار کو جاری رکھنا مناسب ہوگا۔ **تَسْرِيْتُ اَجْمَعِ**

رَبَّنَا مَا خلَقْتَ هَذَا بَا طَلَّا لِمَ بِحَانَكَ
عِزْنَ كَرْتَهُ بِهِنْ كَوْرَدَوْ كَارْثُونَيْنَ يَهْبَ كَجَّهْ رَأْيَهَا
فَقَنَا عَذَابَ الْذَّارَةَ
نَهْبَنْ بَنْيَا يَا تَوْبَكَ وَمَقْدَسَهُ بَهْ بَهْ غَلَبَ حَنْمَمَ
سَهْ مَحْفُظَ رَكْهَ.

قرآن کریم میں ہر جاہل و عالم اور عامی و عارف کو ہدایت فینے کا سامان ہمیاں ہوا ہے جیات بعد ایک
کام مسئلہ حل کرنے کے لئے اہل علم کے سامنے نکورہ بالا سوال پیش کیا ہے۔ اور جواب کے لئے راستہ دکھایا
ہے۔ تو جو لوگ علم کی روشنی سے محروم ہیں۔ اور مشاطر قدرت کو دیکھنے اور صحبت کی استعداد نہیں رکھتے۔ انہیں نہ
سادہ طریق پر خدا کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور ارشاد دکیا ہے کہ تمام دُنیا کے واقعات سے تم صحیح نتائج
اخذ نہیں کر سکتے۔ تو صرف اپنے عقیدہ اور خیال ہی کا نتیجہ دیکھو اور خور کر کے اگر خدا کا وجود نہ ہو اور جزا و سزا
کا اندریہ نہ ہو تو من کریں خدا بیک ما وعاست پر ہوں گے۔ مگر اسی راستی کا بونتیج ہے اس نتیجہ تک خدا کو
ماننے والے بھی خود بخود بیچ جائیں گے اور موت کے بعد جواب دی ہی سے آزاد ہونے میں منکریں کے برابر ہوں گے۔
منکریں کا کوئی فائدہ نہ مونیں کا کوئی فائدان۔ لیکن اگر منیں خدا کو ملنے میں سچے ہیں۔ اور اس کے حضور میں
پیش ہو کر جواب دی ہی کے لئے تیار ہیں تو اس عقیدے کے صحیح ہونے کا نتیجہ مونیں کے حق میں موت
کے بعد سے اپا راحت۔ وہی نعمت اور غیر فانی مسرت ہے۔ اور منکریں کے لئے ہیا ہی دامی اور غیر فانی رنج و
غذاب اندری حالت مونیں ہر طرح محفوظ اور اموں ہیں۔ انہیں اپنا سلک بدلتے کی کوئی ضرورت نہیں منکریں
کو سورکرنا چاہتے کہ آیا وہ اپنی بہتری کے لئے وہ راستہ اختیار کریں جو غلط ہو یا صحیح ہر صورت میں پڑاں
ہے میا ایسے راستہ رکھنے ہوں جو اگر غلط ہو تو ہرگز بلا میں مبتلا کر گیا۔ یہ استدلال بھی صحیح ہے۔ اور اکثر
طبائع کو الہیان فینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اپنی ذاتی تحقیق پر مدار رکھنے والے اس سے تکین نہ پائیں تو
ان کے لئے دوسری سبیل موجود ہے۔ نظام عالم کو دیکھیں اور غور کریں۔ قرآن کریم میں اس استدلال کا ذکر
ہیں الفاظ ہے:-

”ان یا کا دباؤ فعلیہ کذ بہ او ان یا یک صادقاً یَصْبِلُكُمْ بِعِضِ الَّذِي يَعْدُکُمْ“
اگر مون ٹنٹن کہتا ہے۔ تو وہ جانے اور اس کی غلط بیانی اور اگر وہ پچ کہتا ہے۔ تو اے منکریں تم کو وہ
سب مذاب نہ ہوں جو وہ کہتا ہے۔ جب بھی کچھ نہ کچھ تکمیل فضول ہوگی۔ (پروفیسر جعفر علی)، (دکھلیم)

ہدایات القرآن: عیاٹیوں کے شہر سالم تھا انیز قرآن کا بیٹھ رہا۔ اس رساں کے قریبے مزدیوں کے مغلاظ بھی دوڑ ہو گئے ہیں۔
یساوی اکھوں کی تعداد میں عدای قرآن کو رسالہ مستقیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی سیمی اشاعتہ نہایت فوری ہے تھیت فی سیکڑہ صد
و سانچے سو ملین کا پہنچا:- پروفیسر جعفر علی، (الاسلام یہودیہ پیغمبر)

بنگش سُسٹر اور کلبِ لندن کی رسموں

(ازخان زادہ غلام احمد خان صاحب بیگش)

کلبِ علی : سلام علیک بیگش۔ آج میں اپنے ہمراہ ایک ایسی شخصیت کو لایا ہوں۔ جو اپ کا ایک محترم اور بھائی ہے۔ آپ ان سے خود ہی تعارف پیدا کریں۔

بنگش : مرحبا۔ میرے اخ مکرم۔ من بہ بومتے تو خوشم نافہ تاتار لگپہر۔ آپ کی دربارت اور پاکیزہ سیرت کو دیکھ کر کرہ سکتا ہوں کہ آپ جذبِ محبوب عالم صاحب ہیں۔ زہی سعادت۔ آپ کی شرفی اوری میری غرت افزائی کا باعث ہے۔

محبوبِ علم : میر آپ کی قدرشت اسی کا شکر گزار ہوں میرے نام کے متعلق آپ کی ائمہ ۹ و فیصلہ دست ہے میں دصل کچھ نیکی میں شورہ یعنی کے لئے آگی ہوں۔ اگر اجازت ہو تو گوشتگزار کر کوں۔

بنگش : آپ کا غزوہ و قمار میرے ول پر قش کا بھر ہے اگر آپ جذبِ نظامت آب حن نظامی ہوں کی طرح بیسو دواز بارشیں دخش ہوتے۔ تو میں کبھی کامرید ہو گیا ہوتا۔ مختصر طور پر فرمائیے۔ میں ہمہن

محبوبِ علم : میں آپ کے مضامین کو سلسلہ امامیں پڑھ کر آپ کے عقلی و نقلي دلائل قاہرہ کا قائل ہو جاتا ہوں۔

اللهم ذر فن د۔ میں جانہ ہوں کہ مہب میں ماہنت جائز نہیں لیکن خواہ مخواہ الجھنا بھی بہتر نہیں میتا دنیا میں یہ حیدر جوں ہوت کہ میں بمحض حق جوں کے لئے زاہب کا مطالعہ کریں۔ اور ازادانہ جو نسب اچھا معلوم ہو۔ اس کو قبول کریں۔ آپ کی تحریریں ایسی کھڑی کھڑی اور مستند ہوتی ہیں کہ ان کا جواب کسی سے بن نہ آئے لیسکن یہ ضرور ہو گا کہ آپ کی ان تحریریں سے مخالف فرقی میں غصہ اور استقامہ کی ہگ مشتعل ہوں۔ جو اچھے نتائج پر منتج نہ ہوگی۔ بہریکیت یہ بیرون اخیال ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ایسے جھگڑاؤں سے بچیں جن سے نامہ نہاد سلامانوں کا شیرازہ اور کھڑھا فے۔ کس خیال کے اندر کی معافی چاہتا ہوں۔

بنگش : آپ کا اغراض ناقابلِ انعام اس کی حصوں پر تقسیم ہے۔ اول تجویز حقیر کی تعریف و تقریر۔ دوم خواہ مخواہ الجھنا۔ سوم فرقی مخالف کا غصہ میں آنا۔ اور مشتعل ہو جانا۔ چہارم حن نیما نہاد

مسلمانوں کا شیرازہ اور بکبر نے کا احتمال : ان سب کا مختصر حوالہ یہ ہے : اول یہ کہ میں اس تعریف کا خود کو صحی نہیں پاتا۔ لکن بعلم از کاسہ مہاں تراوود کہ درا و باشد، خود آپ کی ثنا رافت پر دال ہے۔ دوم یہ کہ الجھنا یا الجھانا نہیں بلکہ ڈلینس یعنی اپنے ذہب اور ہم فرب اور ادا کا بچانا ہے۔ سوم غصہ اور مشتعل ہونا۔ تو قرآن ریم کی سورۃ فاطحہ سے واضح ہے جس کے نزول کے ۵۰۱ برس گذر ہیے لیکن تا حال جبائے کمی کے اس میں سال بسال اضافہ ہو رہا ہے۔ کیا شخصوں کے موجودہ تید و بندے سے مجی کوئی زیادہ قابل تعلیم نظر ہو ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کی رواداری اس کی طرف آنکھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ کیا اسی ناقابل برداشت رواداری سے آپ مسلمانوں کی شیرازہ بندی کرنے کے آرزومند ہیں۔ کیا آپ کو صدقیق اکابر رضی اللہ عنہ کا وہ جواب با صواب یاد نہیں جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کی بے موقد رواداری کے مطالبہ پر دیتے گئے تھے۔ کیا اب مدح صحابہ پر ہم کھلا انش تقاض و افتراء کے چیلنج پر بھی آپ جیسے پیشوائے مسلمین مقتنع ہیں میں کیمیں نہیں بھل سکتیں۔ بخراۓ لاپڑا جسمِ اسلام کے لئے رفض سرم قاتل و زہرہ لالہ ہی ہے۔ میں کا شخصوں کی موجودہ نہ گامہ کرائی سے زیادہ عبرت آموز داتھ پیش نہیں کر سکتا۔ تاہم ناظرین کرام کے لئے تفصیل بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور جہاں تک ہو سما مختصر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور یہ اسلئے کہ آپ ان نامہ دنوں میں کے آہنی کارنامے مسلمان کر سکتیں۔ کیا یہ سیلم الطبع اور شرافت لسانی کے حائل گذستے ہیں۔ میں اس موقعہ پر صدھے نظائر میں سے چند حوالہ جات پر اکتفا کروں گا۔

حیات القاویں جلد سوم ص ۱۷۔ از حضرت صادقؑ روایت کردہ کہ ابو بکر و عمر حبیت و طاغوت اند۔

” جلد سوم ص ۱۸۔ و حمل کردہ آس را انسان یعنی ابو بکر ... کہ اعظم دجالیں بود۔

” جلد دوم ص ۱۸ ... و ابو بکر در آس روز گفت عجب لشکرے جم شدہ وہاں جبیش چشم رکھ کردا

” جلد سوم ص ۱۸ - و انسان ابو الشور و شافعی است یعنی ابو یمر۔

” ناسخ التواریخ ص ۲۴ - ان ابا ذر قال سئل کردا رسول اللہ من حال عمر فقال اکتموا انه

فرعون خدا لا ملت -

حیات القاویں جلد دوم ص ۲۶ - عثمان اعتقاد نداشت بر وحی الہی و آں بجیا دروغ گفت دچش

شد آں متفاق درپیلوئے جاریہ دختر رسول خوبید و با اوزنا کرد۔

صرف مرقومۃ الصدر حجۃ حوالہ جات میں درجن سے زیادہ گالیان اصحاب ثلاثت کو دی گئی ہیں۔

کلب علی : یہ گذشتہ زمانہ کی یا تیس میں جن میں اکثر سلطان حسین۔ شاہ عباس ایران۔ اور شاہ سُلیمان صفوی

کے زمانہ میں اس قسم کی تیز زبانی سے اسلام میں تفرقہ اندازی کے اقدامات ہوئے ہیں۔ پرانے قصوں کو دہر آنما نسب نہیں۔

محبوبِ علم : وکھچیہ کلمات ایسے دلآلزار ہیں کہ کوئی شرف انسان سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ تاہم یہ موجودہ اضلاع متنقفن اور مکدر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

نبیگش : بہت خوب ہیں ابھی ثابت کروں گا۔ کہ وہی راگ اور دہن نال اب بھی ہے۔ بلکہ اس میں بہت اضافہ کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک رسالہ اور اخبار رافضہ کا صرف گاییوں کے لئے وقف ہے۔ پڑھوائے ملاحظہ ہوں۔

دُرْجَف سیاکوٹ مذک - ۱۹۲۳ء۔ بنیوں کا ایمان موبہودہ قرآن شریف پر ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے اور حضور امام ارسل کو یہ لوگ خاطی۔ گنہ گار۔ نیز عصوم۔ کافر۔ بت پرست۔ ڈاکو۔ شہوت پرست بے عقل وغیرہ مانتے ہیں۔ (نجاری) یہ آمیٹ عدد نہ لیا، لیکن کلمات ایڈیٹر دُرْجَف نے کس کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ مجھے دُرْجَف کی طاقت نہیں۔ یہ ملائے دہلی۔ دیوبنت۔ سہاران پور۔ ندوہ الحمامے لکھنؤ۔ بربیلی وغیرہ کے ایمان اور محبت رسول کے امتحان کا پرچہ ہے۔ جو رواداری کے نام پر ہاتھ پر ہاتھ کھلتے ہوئے کئی غائبیت میں ہمراہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں جن کے حال زار پر اپنے رسالہ (الفلاح) ہمارا یعنی حصل ماقم کر چکا ہوں۔

دُرْجَف ۱۵ اپریل ۱۹۲۵ء ص ۹۔ پھر اس کے بعد بعض مخلوق دبتریں۔ وہ لوگ ہیں بزر حسن دا نبرعا ملین

جموٹا کیا خلافتِ احمد کا ادعا

بن بیٹھے جو بنی کے خلیفہ بافترا۔۔۔ یعنی صدق

صلاح بیع الاول ۱۳۸۵ھ مذک - حضرت عمر کے متعلق توصاف ہے۔ کہ وہ شراب پیتے تھے
دُرْجَف ۱۹۲۵ء جزوی مذکار ص ۲۷۔ ہاں خلیفہ عمر کپ کے نزدیک کیا ہی مقدس ہے۔ مگر والے قہست اول آخوند ملائے سے وہی ماں بآمد ہوا جس کی بقول شبی نہماں اول میں دلائی کرتے تھے۔ بلکہ اس کی کروہ آواز کی تصیین خود خدا کو سلطف میں کرنی پڑی (این انگریز اصطلاح لفظوت الحیاۃ) اب حضرت عثمان خالد بن ولید حضرت ابو عبیدہ طلحہ۔ زبیر حضرت معاویہ۔ رضوان اللہ علیہم کے متعلق بھی منسے کر کیا فرمائے ہیں۔

محبوب عالم۔ بس مخالف رکھتے۔ میں اس قدر بے حیائی بے ایمانی کے کلمات میں نہیں سکتا۔

بنگش : ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے۔ اور سننا کیا ہے۔ اگر آپ یہیں گئے کہ سنیاں را از اسلام بہرہ زیست
اگر آپ یہ سماحت فرمائیں (کہ عمر کا فراست و ہر کہ در کفر او شک کند او هم کا فراست) اگر آپ یہ ملاحظہ کریں
کہ عمر را در پست "زیں طبقات جہنم جائے دنہد و آن روز شیطان شکر کند کہ دخلن خدا شخصے از
خود بدتر دیم۔

بیزانہوں کے سبقتہ و اسٹینڈنڈ ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء میں ہے۔ بخاری شریف کو اٹھا کر دیکھئے۔ اسی ناپاک و
رسواۓ عالم کتاب ۴ وغیرہ وغیرہ۔

نیز ایسے ہی زنگ میں دو قابل لحنت رسالے "عذاب الباری علیٰ صیح الخواری" "ہنگوات الملین"
وہی سے شائع ہوتے ہیں۔ ایسا ہی جام جہاں نما۔ رسالہ مسیحیہ۔ مواعظ حسنہ۔ الاصلاح۔
ہمیں میں۔ ذوالفقار۔ وفات عائشہ شبیہہ وغیرہ جس اخبار و رسائل کو اٹھاتے ہیں۔ غلطت اور
گایوں سے بھرپور پاؤ گے۔

بخاری طرف سے ابتدا اور حد نہیں ہے بلکہ ڈیفنس یعنی بجاو ہے۔

لطیفہ۔ ایک شخص دوڑنا ہوا زور زور سے چلا رہا تھا کہ میں نے ابھی ایک ملاں صاحب سے سننا کہ خدا
فراہم ہے کہ نماز پڑھو۔ ایک مولوی صاحب نے جو راستہ میں جائی ہے تھے۔ ووکر اس سے پوچھا
کہ ما قدر کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ واعظ صاحب نے قرآن کی آیت پڑھ کر منہ میں تھی۔
و لا تفتر بُو اصْلُو (۶۷) کہ نماز مت پڑھو۔ مولوی صاحب فرانے لگے۔ اوپر ہو خدا۔ ذرا آگے بھی تو
سننے کہ خدا تعالیٰ کیا فرمائا ہے۔ وَأَنْتَمْ سَكَارَى یعنی ایسی حالت کے اندر کہ تم نہ شہ میں ہو۔ اس پر
اُس نے کہا۔ مولوی صاحب۔ اگر ہم ایک آدمی آیت پڑھیں عمل کریں۔ تو بپڑا پار موجہ ملیگا۔ لوری آیت پر تو
ہمارا بآپ سچی عمل نہیں کر سکتا ہو پس اے قابل قدرستی آپ کو راضھر کی ابتدا و انتہا پر کامیابی نہیں آپ کو
معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ہمارے علماء کی ہیں انکاری ہے جس پر رداواری کا نام رکھ کر بعض مقامات پر محروم کے
نان و حلوہ کی اسید پر اپنے مہنہ پر ہر سکوٹ رکا کر "چنان خفتہ اند کہ گونی مردہ اند"۔ بعضی بے سر و پر
جنگ نامے سُنْدَر آمنا و صدقنا بھی کہہ رہے ہیں۔ بعض مقامات پر راضھر شایخ کہہ رہے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز
دہلوی کے گھر پر حرم میں مائم کیا جا رہا تھا۔ اور سلامان و نیم بر ملا۔ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اتنا نہیں جانتے
کہ یہ فرقہ خدا و رسول۔ اصحاب رسول۔ ازویج رسول۔ ایمہ اربعہ۔ بزرگان اہلسنت ہر ایک پر فرواؤ فرواؤ
افڑا کر رہے ہیں۔ قوشاہ عبد العزیز کیا مستی ہے۔

امدھر سے طلب : نیز یہ مختارم دوست۔ میں نے آپ کا قیمتی وقت ضایع کیا جس کیلئے غدر خواہ ہے۔

لیکن آپ کا رسول روا داری کچھ ایسا دل خوش کرن ہے جس سے ستا بی جہاں سے جہاں بھی کرنے کو تیار نہ ہو گا۔ لیکن حکم (البادی) اظللم ابتدا ہمیشہ رافضہ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ لاکھوں میں سے کئی ایسے مسلمان بھی گاہ بگاہ پسیدا ہو جاتے ہیں۔ جو رافضہ کے خلافات پر قلم اٹھا کر جوابات کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن وہ بھی نہایت نرم پرایا میں اور وہ بھی صدیوں میں کہیں کہیں خال خال یہاں تک ترتیب نہیں جھوپ کے ابو العباس احمد ابن ہبیہ یا گذشتہ صدی میں شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیا موجودہ صدی میں آیات بنیات اور ہدایت الرشیہ۔ انہار الحدی بینظیر المجاہد و نیم کے چند مصنفوں حجمِ اللہ نے تدویی جوابات رکھ کر اسلام کی خدمت کی ہے جن کا اڈسنگل دشمنان قرآن و صحابہ پر ذرا کے برابر بھی نہیں پڑا حالانکہ یہ کمزور طریقہ کرش باعیان قرآن کو راہ راست پر لانے کے لئے موزون نہ تھا۔ میری رائے میں ظہاری علیہ الرحمت نے صرف ایک شیخیں جو کوہر شب چراغ سے بھی زیادہ تھی ہے فیصلہ کر دیا ہے۔ اور درست فرمایا ہے کہ ۵ نگر کاں پر گئی تعالیٰ ہست کر جب جب بجز جب نار و شکست

گزار پڑیا وہ تحصیل چاہتے ہیں تو میرے رس لے جئے اختیارت۔ اور کفر شکن ایک آئندہ میں خلام و ریاضتوں جز جز سیکڑی اسلامیہ پڑا چنا کو مر ایجنسی سے طلب کریں۔ اس کے ساتھ ہی آپ.... دفاتِ غمان سر پڑا۔ وفات عالیشہ ہر نیز طلب فراموں۔ میرے قلم کی روائی صرف رسالہ جات نامورہ بے اختیارات اور کفر شکن کی وجہ سے عمل میں آئی ہے لیکن جب وہ رسالے آپ کے زیرِ طاعت نہ ہوں تو تیز کیسے ہوگی یعنی صفائحہ تصنیفیہ تو فلکین کے بیان اور رمضان کے ملاحظہ کے بعد ہو سکتے ہے اگر اس سندی طالع حاکم شریعت کو مر کے کفر شکن کو دیکھو گئے اور اس کی دیدہ دلیری کو مدنظر رکھ کر اصحاب و ازواج رسول اللہ پر علانية تبرازی کو پختہ خود معاشرہ فرماؤ گے۔ اس کے بعد اگر آپ نے اپنے المخالفوں نے تو میرا ذمہ۔

لکب علی نیگش کے علم بردار آپ نے بھی تو اپنادی بخار شمسِ الاسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء کے اپنی آٹھویں ملاقات میں خوب نکالا۔ اوجس کی وجہ سے اخبار فسیر از لکھنؤی اپنے ماہ نومبر کے دریافتی پرچمیں آپ کی ضربات سے بے تاب ہو کر حکومت سے الامان الامان طلب کر رہا ہے۔ نیگش نے میری پیغام سے نہیں رستی سے چیخ لپکار شروع کی ہوگی۔ کیونکہ باذل صاحب نے رسمی کا خواہ دیا ہے۔ ۵ پرست عمر بود کیک لیماں دگر درکعب خالی پسلوں کشیدہ دار کہہ دیکر

شکر ہے کہ آپ کے اس امراض نے راستہ صاف کر کے پیارے محبوبِ الام کا محتہ بھی جل کر دیا۔
ایک لطیفہ ہے:-

لطیفہ وحی:- ایک کامل بزرگ نے شیطان سے اس کی فساد اندازی کی شکایت کی شیطان
نے بواب دیا۔ میرا کوئی قصور نہیں۔ جو کچھ ہے آپ کے اپنے ما تھوں کے کوتولت میں۔ اور آپ کو تماشہ
بستلا دوں۔ شیطان نے انسانی لباس میں ایک حلواٹی سے جیلوی مانک کر اس کو ایک دیوار پر لگا دیا۔
اور اس کامل درویش کو کہا۔ اؤ ہم تم دونوں ذرا فاصلہ پڑھیکہ تماشہ دیکھیں۔ تھوڑی دیر میں اس پر کھیاں
بھینٹنے لگیں۔ ایک رٹکے نے ہاتھ پر میل بھی۔ وہ بار بار حفڑا کر ایک کمکھی کو پکڑ کر ہاتھ پر واپس آ کر سمجھتی ہی
اس درمیان میں ایک شکاری بازو والا آیا۔ اس کے باز نے بیبل کو فوراً پکڑ لیا۔ اس رٹکے نے باز کو
گردن سے پکڑ کر مار ڈالا۔ باز والے شکاری نے رٹکے کو زین پر نے مارا۔ طعنیں کے رشتہ دار موقع پر
پسخ گئے۔ اور گھسان کی رٹائی شروع ہونے لگی۔ طعنی سے کئی آدمی مارے گئے۔ ہر طرف سے یہی صدا
ہُمی کہ لخت ہو شیطان پر۔ ایک سمحولی ہی بات رکس قدر خون خابہ ہوا۔ اس پر الیس نے اس بزرگوار
کو کہا۔ دیکھا میرا کیا قصور ہے میں نے تو صرف مٹھیا ہی دیوار پر لگائی تھی۔ اور جبکہ انہوں نے خود پر پکیا۔
اور اب لخت بھی جھج پر لختے ہیں۔ فقیدِ روشِ ضمیر نے جواب دیا۔ اے خبیث فتنہ پر دار۔ بنا تو
تیری ہی کمی ہوئی تھی۔

پس اسی طرح ثوارت اور شیطنت کی بنیاد تم خود رکھتے ہو۔ پھر بذات ہو اہل سنت کو
میرا دعے سخن ایڈیٹر اخبار سفر از لکھنؤی کی طرف ہے۔ تم بھی سنو اوس کو بھی سپچا دو۔
 واضح اور قابل عترت بیان فہا کان لگا کر سُننا چاہیے تاکہ راغبہ کے جل
اور بے جا شور و غل کی عقدہ کشائی ہو سکے۔

مرا یوسف حین لکھنؤی نے رسالہ ب اختیارِ امت ایسے موقع پرچاری کیا۔ جبکہ خان بہادر عبدالصمد
پونسلکن اپنے بزرگ اقتدار تھے مخان بہادر موصوف اپنے نیہب کے شیدائی ہیں۔ اس کے بعد وہ رسالہ
بنام "کفرشکن" شائع کیا۔ لیکن اہل سنت کی تشكیت کے لئے نیکن چالاکی سے کام لیتے ہوئے تایخ ایافت
اس پر درج نہ کی۔ صرف آخری صفحہ سے باقل میں اس تاریخ ہے کہ "افوس ہے دیہمیں شائع نہ ہوئا۔"
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۳۷ء کے بعد ۱ جون ۱۹۴۷ء کے درمیان میں سفر از توی پر
وکیوریہ اسٹریٹ لکھنؤی میں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایڈیٹر سفر از لکھنؤی کی زیر نگرانی چھپا اور وہ اس کے طبع انداز میں
سے بے خبر نہیں۔ لہذا میں سفر از صاحبے پوچھتا ہوں تکہ کفرشکن کے مولیٰ کے آنکھ سوالات میں سے

ان میں سوالات کے کیا نتیجی اور کیا جوابات ہیں۔ سچ کر جواب دینا۔

(۴۳) حضرت ابو بکر عمر عثمان رضا اور یہ بنی عائشہؓ حفظہ کو ظالم اور فاسق سمجھنا اور ان پر بحث کرنا از رد مئے قرآن و کتب اہل جماعت درست ہے یا نہ۔ اگر ہے تو یونیورسٹی..... (مکر)

(۴۴) شیعہ اثناء عشری کس نبایا صحابہ شیعہ کو ظالم اور غیر مستحق تخلافت سمجھتے ہیں۔ اور ان پر لغت یا پڑا کذا ضروری تصور کرتے ہیں۔ (تسکر کھروہی لغت و تبرکات سوال)

(۴۵) آیا اس وقت تک کسی امناطارہ میں کسی موقوفہ پر اہل جماعت کا کوئی عالم ثلاثہ کا ایمان نابت کر سکتا ہے۔ ان ہر سے سوالات کے جواب نسبہ وار اسی رسالہ میں درج ہیں جو اثبات میں دیئے گئے ہیں۔ گویا آپ نے ہم کو ایسا یہ نیت سمجھا ہوا ہے کہ گویا ہم میں ذرا برابر تغیرت و ایمان نہیں۔ واقعی ہماری ذلیل رواداری نے تم جسے لوگوں کو یہ جڑات دلاتی ہے۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ راضحہ ہماں کے آقا اور پیشواؤں کو تمہاری خیرہ چشمی سے علائیہ لانا فتن۔ فرعون۔ خبیث۔

یہیں۔ زانی و غیرہ لکھا کریں کوئی مضائقہ نہیں لیں بلکن ہم جواب بھی نہ فرم سکیں۔ تاہم میں نے جو کچھ سمجھا تمہاری کتابوں سے اور ثبوت بھی پیش کیا۔ اگر مخفی غلط ہو۔ اگر جو امام علی طہریؑ کی شکوہ ہوئی تھی ہے میں اس نو قدر اسی مضمون کو دوبارہ رسمہ اٹا ہوں۔ کافی آور حیات القلوب و محبت کتابوں میں دو امام الحدیث اور عصمة الحدیث ابن القیوب کلینی اور مجلسی چار اماموں سے پے در پے یہ حدیث نقل کر کیے ہیں۔ کہ دفاتر وہ امام نہیں ہیں۔ اور شیعہ شیعیہ انسان ہیں۔ اور سنیان سنیان یعنی امام لوگ انسان ہیں۔ شیعہ انسانوں کے مشابہ۔ اُنہیں تو باکمل حیات ہیں۔ یعنی ایک حکم کے جنگل نکل گئے ہیں۔ بخاستام اور ہمہ الیمیک کے پہاڑوں میں پائی جاتے ہیں۔ اس انسان کے بُرے خطاب اور نام میں کفار شامل نہیں۔ نہ ہندو اور یہودی وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ یہ صرف اصحاب رسول ازدواج رسول چار مذاہب کے ایجہ دین اور ان کے تمام پروپریتیں ایں۔ اور ایک حکم کی ایجاد ہیں۔ تو ہم نے اپنی آٹھویں ملاقات ماہ تہمت ۲۰۲۲ء میں آپ کو تھا خدا۔ کہ اے پیارے کلب علی۔ ہم حبیوان ہی ہیں۔ اور حساذ اللہ ہماں کے پیشواؤں پر بزرگ بھی۔ پر یہ تو بت لاؤ۔ پہنچے۔

مجدید کی رو سے وہ کیا بنیں گے۔

سورة ہود: و لَا كُنَّ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ

۱۷۶ - اعراف: و لَا كُنَّ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْدُ

سُدَّةٌ يُنْسِبُ وَإِنْ كَثُرَا مِنَ النَّاسِ مَنْ آتَيْنَا لِغَافِلِوْنَ .
بَقْرَهُ وَلَا كُنَّ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُشْكِرُونَ .
مَائِدَهُ وَإِنْ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَغَافِلُوْنَ .

رُوم : - وَإِنْ كَثُرَا مِنَ النَّاسِ بِلْ قَاءُ رِبِّهِمْ كَفَارُهُوْنَ
سُوْءَةُ نَاسٍ : - الْحَنَّاسُ الَّذِي يُؤْسِسُ فِي صَدْرِ النَّاسِ .

بَقْرَهُ : - فَانْقُو الْبَارِ الَّتِي وَقَدْ هَا النَّاسُ وَالْجَمَارَةُ اعْدَتْ لِلْكَافِرِيْنَ
چُكَّهُ او پُکَّھُ ہوئے چھر مقالات میں اکثر اور کشیک کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنے زیادہ کے
ہیں تو مُعَاہیہ ہے کہ ناسوں میں زیادہ لوگ بے ایمان ہیں۔ ناشکریں یہ جاہل ہیں۔ فاسق ہیں۔ غافل ہیں۔ خدا
کے دیوار سے بھی کافر ہیں ساریں کے سیزیں میں شیطان کے وسواسوں کے خزانے میں۔ بلکہ وہ دوزخ کے
اینہ ہیں۔ اگر یہ الفاظ ناقابل برداشت ہیں تو یہ کس نے ان کو بنائے تم نے یا ہم نے۔ اور اگر معاذ اللہ
ہم نے ہمیں عمدًا بولے ہیں تو ہم تم نے کیوں پسون کافروں کو چھوڑ کر ہم کو اور ہمارے پیشوں اور اماموں کو
نہایاں سینا کر بلکہ وہ ذلیل کرنا چاہا۔ حالانکہ آپ کے جملہ امام اصحاب رسول علیہ السلام کے ہم رب تھے اور سادھی
بھی نہیں پس اگر تم مجتبیین وغیرہ علمائے رافضہ ہماری گرفت سے ششدہ ہو رکشش پنجیں
مبستلا ہوئے ہو۔ تو اس کا آسان اور ہل طریقہ یہ ہے کہ اول مزرا یوسف حین مشف رسالہ خیرو شر و
کفر شکن کا پسیکاٹ کرنے کے صاف صاف کہد کر خیرو شر کے مسلسلیں تو مطابق ہبائیت قرآن ہمارے
اممہ بھی اہل مت کے ہنوا ہے تھم نے اس کے ذریعے جتنی گالیاں وہی ہیں۔ وہ سب کی سب تو ہمارے
اماوموں پر بھی ڈپتی ہیں۔ تھم نے کیوں ہم کو اور ہمارے نہیں کو رساؤ کیا۔ دُوْم یعنی صنف کافی اور باز جملی
پر یخت بھیکر صاف صاف لکھد کہ خداوند کریم نے اپنے قرآن عظیم میں واضح طور پر اعلان کر دیا ہے :-

يَا إِيَّاهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذِكْرٍ وَأَنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شَعُوبًا وَ
قَبَائِلَ لِتَعَارِفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ الْقَرْكُمْ . یعنی کہ جتنے بھی روئے زین
بِرْبَرِ آهٰ : میں خواہ امام ہیں۔ خواہ ہندو ہیں۔ خواہ مسلمان ہیں۔ سب کے سب ناس ہیں۔
ہے جھوٹ بکھے۔ اسلام میں ترقہ ڈالہے۔ اللَّهُمَّ آتِہمْ
نَعْذَابَ وَالْعَنْ هَمْ لَعْنَا كَبِيرَاً بَرْ قَضِيَ خَمْ معااملہ بے باق۔

ما زہنیں آسکتے بحکم ۵

لئن است مقتضائے طبیعتش این است

تو ہم پر غیروں کی کا سلیسی اور دروازہ کھٹکھٹانے سے کیا حائل یعنی قبّلہ تھاری ہو گئی۔ اقبال فلم
تھاری طرف سے ہے۔ خدا تو فرماتا ہے۔ (وَمَا أَغْلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالْأَدْنَى إِلَّا لِيُعْبَدُونَ) کہیں
نے جن و ناس صرف عبادت کے لئے پیدا کئے ہیں۔ نماز روزہ رج نکوہ کواد کرتے ہوئے فرقہ ان کی تلاوت کیا کرو
خدا کے بندوں کی دل آزاری اور پھوٹ ڈالنے سے باز آؤ۔ ورنہ اچھی طرح سے یاد کھو۔ اذ توست کبر توست۔

من ہے خواہسم ر واداری کنم
تاپتو لے راضی باری کنم
تو ہے خواہی کہ باما بد کنی
سادہ لوح چند لا مرتد کنی
خیر مون از تو در دوری بود
ماسو اے آنکہ مجبوری بود
آنکہ اور اکب خمازی بود
در چینیں ہا کے سرافرازی بود
یاد دار لے راضی از تکشی
از چین نوغانی خود رحمت کشی

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا إِبْلَاغٌ

ضُرُری لذارش : علی جن اصحاب کی سیاخ خس بیداری کے نمبر ذیل میں درج ہیں
ان کی مدّت خریداری رہ ہیئے پر ختم ہو گئی ہے۔ ایسے حضرت
براء کرم ائمہ کے اپنا چندہ نبڑی یعنی آرڈر ارسال فرماویں۔ اگر خدا خواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے
آئیندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو نبڑی کارڈ دفتر شمس الاسلام کو مطلع فرماویں۔ خاموشی کی صورت میں
ماہ مارچ کا پرچہ نبڑی ہوئی۔ پی ارسال خدمت ہو گا جب تک یہ موجوہہ ناک مالی حالت کو مدنظر رکھتے
ہے۔ جملہ احباب کی خدمت میں مودبادہ درخواست ہے۔ کہ جب تک کی سرپریست دستیکش
نہ ہوں۔ منیجہ بیک

جانب ہولوک محمد فیض صاحب بنابریں چھاؤنی ۳۶۷	جناب شیخ حیاتن محمد صاحب بنابریں ۳۶۷
» عبد الجیم صاحب بیانی ۳۶۸	» حسن علی ملاؤ احسین صاحبان سورت ۱۰۲۸
» عبد الحکیم صاحب کلان پور ۳۶۹	» حق دادخان صاحب روپ کلان ۷
» خواجہ محمد شرفیگ محمد صدیق ۲۶۸	» حافظ محمدی اللہ خلیل اللہ صاحب
صاحبان بطالہ ہر دوئی	صاحبان بطالہ
» شیخ محمد حسین صاحب آزاد لائل پور ۸۳۷	» شیخ محمد حسین صاحب آزاد لائل پور ۸۳۷

نوپیار ہنگوئی با سرفرازِ لکھنؤی

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چسے چا نہیں ہوتا

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا

نوث : اخبار سرفراز لکھنؤی مورخ ۲۶ اکتوبر یوم سه شنبہ ۱۳۳۶ھ ص ۲ کام ۲۹ کوزیر مطابع و رکھر ہر ایک خدا

ترس و انصاف پسند بالخصوص کارپردازان حکومت کا فرض ہے کہ مضمون مندرجہ پر غور سے کام میکر تجھ پر سمجھنے

کی کوشش فوکار میعلوم کریں کہ زادبھاری (علم) کے مطابق پیشست کرنے والا ظالم کون ہے۔ اگر سرفراز ابتداء

کرنا تو میں بھی ہرگز حکومت کو توجہ دلانے کی اتعما نہ کرتا ہے

لکھنؤی یہ چونکہ اس رسالہ (رسانہ اسلام) میں نہب شیعہ کے خلاف اور افراد مذہب شیعہ کے لئے دل آزار

توہین آمیز و اشغال الگیز مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے حکومت کو چاہیے کہ اسے قانوناً بند کر دیں

اور ہمارا تقاضا ہے۔ کہ جیشیت ایک ترجمان قوم کے حکومت پنجاب کو اس سوانح عالم رسائل کی طرف متوجہ کریں

ہنگوئی (المخاطب تباش) مگر یہ اصول یوں مطابق عقل ہے۔ دو نظر ہے کہ اگر کچھ برخوبی پسندی بر دیگران

پسند گئی یعنی جو چیز تم کو پہنچائیں۔ اس کو دوسرے کے لئے بھی مست چاہو۔ آڑ آپ کے ہم نہب

بجا ٹیوں کی کارستانیاں آپ کو ٹنادیں۔

اول : مضمون زیریخت مندرجہ شمسِ اسلام ماہ تیر ۱۳۳۶ھ جو بگش اور لکھنؤی کی آٹھیں ملاقات کے

یخچے درج اور جس سے آپ چین چبیں ہو کر ترجمان قوم کی جیشیت سے بانگ بے ہنگام اٹھا چکے ہیں آپکے

ہزار و سیصوت لکھنؤی یہ راز یوسف حین سابق حاکم شریعت کو رسم کے رسالہ (خیر و شر) میں مندرجہ طبقہ

بت ۲۵ و پنجم کا جواب ہے۔ جوین نے لپنے رسالہ الموسوم به رَدُّ الْمُحْدِثِينَ کے تیرہ ہیں لطیفہ کی صورت

میں پیش کر کے اس کی نقل شمسِ اسلام کے ذریعے واسطے آگاہی یوسف حین اور اس کے ہم نوا

مداحین کے شائع کیا۔

کیا اس میں بھی تمہاری طرح توہین آمیزا و اشغال الگیز خرافات درج ہیں۔ یہیں اخلاقاً

۱۵ ص سلاطین بھی اُسیہ و عباسیہ نے اپنے اپنے دور حکومت میں اپنے بآپ کے

مذکور کو سمجھی زنا سے نہ چھوڑا خلیفہ ولید نے اپنی بیٹی سے ہم بستری کی۔ (ایضاً ص ۲۱) حضرت عثمان کے مقتول
کردہ گورنر عام طور پر شرعاً تھے۔ بلکہ شراب کے ناشئین نماز باجماعت پڑھاتے۔ اور خالد صحابی باد جو دنگا نکلنے کے سروارش کرا دلیلیف اللہ کے لقب سے ملقب تھا۔ (ایضاً ص ۲۲) میدان حشر میں ایک کافرنے
(والقد رحیلہ و شیخ من اللہ تعالیٰ) تو پیش کر کے خدا کو صاف صاف کہدیا۔ نہیں مجسم ہوں نہ دوزخ کا حرف دار کسل میں صورتیز ہے اور دوزخ لاحد قدر سمجھنے تھے۔ خدا (لا جواب اور خاموش ہو کر) اچھا سے چھوڑ دو۔ (ایضاً ص ۲۳) ایسا خدا خدا ہی کے لائق نہیں ہو سکتا جو عبشت و بیکار کام کرے۔
ہ فعل بد تنوخ در کرتے شیطان پر کیونکہ مسلمان مدت سے طے کر کچے ہیں والقد رحیلہ
و شیخ من اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً ص ۲۴)

محجھ طریق : کیوں ملا صاحب یہ سچ ہے کہ تمام خیر و شر خدا کی طرف سے ہیں۔ بنده کا کوئی اختیار نہیں؟
ملا صاحب : جی ہاں یہ ہمارا مسلمان ہے۔

محجھ طریق : کہہ کیا کیا جائے۔ ایک طرف قاتل کی سزا قتل ہے۔ دوسری طرف خیر و شر کا فاعل خدا ہے۔ آخوندوں کو جمع کیونکہ کیا جائے۔

ملا صاحب : یہ تودست ہے مگر جمع اضداد ہمارا نہیں ہے۔
محجھ طریق : ملا صاحب یہ تو کہا پڑے بھیج بحیرت انگریز دا استمان سنائی۔ کہ مسلمانوں کے نزد کیکن طالع
منظوم حق و طبل میں کوئی فرق نہیں۔ (ایسا غلط اعتقاد تو کافر سمجھی نہیں رکھتے)

ملا صاحب : اگر آپ خیر و شر سے انکار کرتے ہیں تو مسلمان نہیں ہے کافر ہو گئے فوراً نوبہ کریں۔

محجھ طریق : آج سے میرا آپ کے اسلام کو سلام اور کفر قبول ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں آج مسلمان ہوں ہوں۔ کہاں کے گورنر دھنڈے سے رہائی پائی۔ (ایضاً ص ۲۵) پھر بحیرت کے نہریے

اعتقاد کے پھیلانے سے غرض پریقی کہ مسلمانوں کے دماغ سے نیک و بد کی امتیاز لکل جائے۔ ہر نیک کو بد اور بد کو نیک بآسانی کہا جاسکے۔ بذریں انسان کو رہبران نہیں بنا یا جاسکے ماوہ بہریں اس نوں پر چشم کھلانا طلب کیا جا سکے۔ فاسقوں اور فاجروں کو بے روک ٹوک پیشوائے دین یا امام جماعت مقرر کیا جا سکے۔ مسجدیں شرمناک جسم و اتم کے لئے شکار گا ہیں بھی رہیں۔ اور عناد۔

کی غرض صرف یہ ہے کہ زبان پر گلہرہ اسلام ہو۔ گردنیا کے قلوب میں کفر کا بول بالا۔
میرے کرم فرمائے فراز! آپ کے مزار نے اس سر پچھی بس نہیں کیا۔
خ ۷۰ سے ہیں (قبائل کن زگستان من بہارہ)۔

بہتی ہے طوفیریہ کہ ان میں سنتے مین عدد ایک ہی نعمت کے ہیں جن میں مدرس بلکہ سے گزہ بھائی پتو اور بزرگوں کو گایاں رہی گئی ہیں جن میں سے ہر ایک فرد افراد آپ کے مجموعہ دوازدہ اماموں افضل اور لقیۃہم تینیں سرفراز اور وہ کیسا؟

بما فرش : - کیا اس مکار اور منافقت کی بھی کوئی حد ہے ؟ منصف فراخ نہیں اور اس راستگو فرقہ کا ادارہ لگائیں۔ رسالہ کوثر شکن حچپا بھی ہے اسی سرفراز کے زیر اتمام ملاحظہ ہو مروق رسالہ کو شکن۔ مولف سلطان المؤذین سیف المناظرین شمس الباحیین عالیجنا مع الامر ایلیصف میں صاحب قلب صد لا فضل ملا فاضل۔ وہر کامل شاکم شریعت کورم۔ سرفراز قومی پیس و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

^{دوسری} : اس قدر زبردست سلطان صاحب کوثر شکن کا اگر تردن میکن شیز من دیکھنا ہو تو شمس اللہ اسلام کے رسالہ ہے ماں اگست بستہ بر رکتبر نومبر ۱۹۳۷ء م ملاحظہ کئے جاوی بکر کی طرح چار خانہ چڑھا رہا گیا ہے۔ الخرض رسالہ زیر بخش کے آٹھ میں سے تین سوال جب ذیل ہیں ۔

سوال میں حضرت ابو بکر عمر عثمان معاویہ بی بی عائشہ حصہ کو ظالم اور فاسق سمجھنا اور ان پر حکمت کرنا ازیسے قرآن و کتب الہ جماعت درست ہے یا ذاگر ہے تو کیونکر؟

سوال میں شیعہ اثناء عشریکس بنا پر اصحاب ثلاثہ کو ظالم اور غیر مستحق خلافت سمجھتے ہیں اور ان پر حکمت یا بتاراز نافر تصور کرتے ہیں ۔

سوال میں ایسا سبقت تہک کی مناظرہ ہیں کسی موقود پر الہ جماعت کا کوئی عالم ثلاثہ گایاں ثابت کر سکا یا نہ تہاد ترجیحان قوم نیساوا اعظم اہل سنت پیروان نداہب ارجمند معمہ برداں اہل حدیث کی دل آزاری ہے یا نہ ... اور یہ بہت امیز مضمون تہک میں مطبع میں چھپا ہے یا نہ۔ حالانکہ یہ ہر دور سالے ۱۹۳۵ء و ۱۹۳۷ء ہی

میں چھپ کر جاگاث لائے کئے گئے ہیں تینیں وغیرہ متواری ظالم فاسق۔ بے ایمان کہتے ہوئے کسی قسم کا ہاک میں نہیں کیا۔

وہم۔ جام جہاں ناموافعہ منشی تھا جسین مطبوعہ مقبول پریس جوہی سوسائٹی ہرڈر ۱۵۔ یعنی لیپے رسالہ بجا دیہیں کتب الہست سے شیخین کے مناقب ہدایات کیا ہے)۔ تہاد ترجیحان قوم سرفراز مضمون اسکے نزدیک کیلئے ہے۔

سیوم۔ روز نامہ اثناء عشریہ لاؤ ۱۹۳۷ء ص ۲۰۳۔ دنیا نے کیوں اس جانب (علی) کی اس خاوشی کو ایمان

الله (ابو بکر عمر عثمان) چھپاں کیا۔ اگر ثلاثہ پرست حضرت علی کا ثلاثہ سے بیگ نہ کرنے کو ان کے ایمان

تے ہیں تو ان کو چاہیے کہ عبدالرحمن ابن الحجم قائل علی کو بھی ہوں سمجھیں پر کیوں سرفراز!

اخبار کو تو بند نہ کرنا چاہیے۔ حالانکہ آپ سچوں جانتے ہیں کو اصحاب ثلاثہ کی جلالت

کے موضوعی یا حقیقی اماموں سے براتے

چھاہم: رسالہ تھر خدا یعنی شناختہ ٹیکسکل ۱۹۳۷ء ص ۵۵۔ تسلیت ابو حیفیہ کا قیام ہمہ سے نزدیک تیار شیطان زیادہ وقت نہیں رکھتا۔ ایضاً ص ۲۔ عبد الدین بن مبارک شاگرد رشید امام عظیم فاضی اسلام گھاندھ ملتے رہا لذکر عبد الدین بن مبارک ہمارے نزدیک آپ کے آخری چھاماں سے زیادہ عالم متعمی اور بزرگوار تھے) ایضاً ص ۸۔ مُسْنی شناطری بوی چھین شاہ پر کی نسبت فرماتے ہیں ہے

مجتہ شہزاد بے پرے

کہ دست نیز گفت است اپنے مادر اور

کیا اس کے بیٹے میں مولوی صاحب ایسی الفاظ لکھنے کے مجاز نہ تھے۔ اس سے شرافت کا اندازہ لینا چاہیے کہ کون شرفی جعل ہے اور کون کینہ و ذلیل۔ ایضاً ص ۶۔ یہیں جھوٹ کی عادت ہے۔ اور کاذب۔ غادر۔ خائن۔ اٹھا کے پرید ہو۔ تم نے صریح جھوٹ بولا ہے بلکہ پیشوائی اول کی سنت ادا کی۔ ترجیح توم صاحب۔ بتاؤ یہ ہمیں دھوکہ باز جھوٹا خیانت کرنے والا کہ اگر بگار پیشوائی اول کرن ہے؟ درنہ آپ کی اجازت کے بعد میں بحوالہ صحیح مسلم جلد دوم ص ۹ بstellen کے لئے تیار ہوں۔

پنجم: رسالہ دن خاتم عائشہ مولوی مزاریوسف حین مذکور مطلب سے فراز قوی پس وکٹور یاٹریٹ لکھنؤ ص ۱۔ بی بی عائشہ کون رجڑ کاشوق۔ ایضاً ص ۳۔ (اقتلوا القتلًا فانه قد کفَ) یعنی بی بی عائشہ نے کہا کہ اس بھرپڑیے کو قتل کرو۔ یعنی حضرت عثمان کو کو کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔ بوضتہ الصفا ص ۳۔ ۴ وضتہ الاحباب ص ۱۶) حالانکہ درود کتابوں کے مصنف بدیطن راضی ہیں جن کے ذریعے بیہین راضی نے علی سے ایک بہتر سنتی کو کافر کہ دیا۔ بلو۔ کیا راستے ہے؟

ششم: رسالہ صلاح برح الاول ۱۹۳۷ء ص ۵۔ حضرت عمر کے متعلق توصیف ہے کہ وہ شراب پیتے تھے۔ سہتمم۔ اب آپ سچیدہ رفاقت و عمل حکومت اخبار دنیجہ سے بالکوت کی خوش بیانی اور خوش اخلاقی ملا جلطہ نہ لایں۔ لوط۔ نہ خوش بیانی و خوش اخلاقی اس لئے کہ سفر فراز لکھنؤ اور ان کے تھمینی کی نظر دل میں جو زوجین قوم میں قابل فخر و اغراض نہیں۔ وہ رسالہ مہاسال سے یہ مرد و درویہ اور مطر و دل رقیہ جاری نہ رہتا۔ بوجہ حسب ذیل ہے:-

دنیجہ سے بالکوت ۱۵ اپریل ۱۹۲۳ء و پیوراڈہ۔ گینڈے کا بچہ۔ بباب۔ بے غیرت بخیز۔

در دنیجہ ۲۷ جون ۱۹۳۷ء و ۸ جولائی ۱۹۳۷ء اور دنیا باز۔ بزرگوی۔ آئنہ۔ غادر۔ کاذب۔

ایضاً ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء۔ بڑھ جاں۔ خاطی۔ مہسگار۔ غیر مخصوص۔ کافر۔ بہ

بے عقل۔

فرودی

در سی و هفت ماه دیکتبر ۱۳۷۲ شمسی - نافرمان - دستان مگ - گوشت خر - تهیه مستقیم - بدنه مذهب -
ایندا کیم چیزی و $\frac{۱}{۵}$ چیزی و $\frac{۱}{۵}$ مارچ ۱۳۹۲ شمسی - قاتل رسول اللہ - خر - بدعتی - غابن جشن کربلائینی ٹھی
بس گوڑے دشمن دن -

ایضاً ۱۹۲۵ء میں اپریل ہے۔ ابھی مخلوق۔ برتین۔ جاہل کٹے ملاں۔ فتنہ پرواز۔ شیطنت انداز۔ خناس۔
اخون الشیاطین۔

الحضرى - يکم سپتامبر ۱۹۲۵ء - دین فروش - وہابی نائی -

الیضا - ۲۴ نوامبر ۱۹۷۴ میلادی - بنی ام و شان - ذوالخوبیه کافر زند - اهل خبیثت - گروه خبیثه حرامزاده ولذاتی
الیضا - ۵ اکتبر ۱۹۷۸ میلادی - سادیک احمد

یہ سبکے سب تعدادی باون (۵۲) عدد القابات عالیہ و خطا بات نہیں جو ایک دوسرے کے زلگ پر نہیں ذفر بزرگو رجبا سیدادت مآب ایڈپر صاحب درجف تقی بخاری کے ہماسے اماموں پیشوں دنیوں بزرگان دین کو عطا ہوئے ہیں جن کا یہ ایک نمونہ مشتمل از خودار ہے۔ اس شرفی زادے کی مکورہ دلخوش گنگالیاں کمر ن نقشہ فیلیں درج کی جاتی ہیں تاکہ مومنین اور ان کے ترجمان قوم نہ فراز لکھنؤ کے نئے گز فرحت نازدہ اور نوئے نہ حاصل ہو۔

پوزاہ۔ گنڈے کا چیز۔ سباب۔ بنے نیت۔ محنت۔ دوسم۔ حرام۔ دغا باز۔ بزرگوی۔ آشم۔ غاور۔ کاذب۔
ٹالکوئی۔ زندگی۔ پر نایابی۔ بو رحیم جمال۔ خاطری لکھ کار۔ غیر مخصوص کا فرقہ۔ بنت بست۔ ڈاکو۔ شووت پست
بے عقل۔ نافرمان۔ دندان سائے۔ گوشت خر۔ بد تخم۔ مستینت۔ بد نہیں۔ قاتل رسول اللہ۔ خر۔ بد عقی۔ عانی۔ یعنی کوب
یعنی تھی۔ بھگوڑے تو من دس ایجنس مخلوق۔ پدر تین جمال کٹ ملان۔ فتنہ پرداز۔ تیغہ فت اہلار۔ خناس۔ اونان۔ اشیائیں۔
دین فروش۔ وہابی نامی۔ بنے امام و شان۔ دو انخوازیہ کا فرزند۔ اہل جدید۔ گردھبیہ۔ حرام زادہ۔ ولوزنا۔ مادہ یاں جنم۔
مخملہ میزان ۵۲ گالیاں۔ **ناظر** کرام۔ ان مرتفوہ اللہ الصدرش تریں گالیوں کی شریع اسوٹھ نہیں کیئی۔ کہ اکھے
واسطے اگر سالم رسالہ شمس اللہ مسلم بھی قف کیا جائے تو مجھ اس میں کجھ یہیں کا امکان نہیں علاوہ بریں پسے سلو برادران میں منت گھوم
بجھیدہ کرنے کے علاوہ کیا حاصل تباہم میں ایک بھروسہ اسی درجخ سے ہو ہو حرف بحث فل قل کرتیا گر کردہ نہائیت ہی نیا کس درذناں اور
اس کے سطاح کی طاقت سے کسی سلم کو نہ میوگی۔ انصاف بسند حضرت درجخ ۱۹۲۳ء دسمبر ۱۹۲۳ء کے

مطابعہ کریں۔ اور اس بذریاں زخمی کی دریہ دہنی کا اندازہ کریں۔ علاوہ ازیں تمام علمائے چوبی کے درجہ پر اکتوبر ۱۹۷۳ء کے پرچم کا مطالعہ کریں۔ اور اپاڈی ااظہر کو

نماز کا مفہوم اپنی طرز

بسیسلہ اشاعت ماه جنوری سال ۱۹۳۷ء

لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ دنوں وہاں ایک گھنٹہ تک ٹھیرے رہے۔ جب باہر آئے تو بدھ فلاسفہ نے کہا۔
کچھ دیکھو؟ - "میرے بیٹے نے پوچھا۔ کیسے؟"
کہا۔ دیکھا نہیں، وہی فرانسیسی مدرسے کے ناظر نماز یوں میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جواب۔ جی ہاں۔ یقین۔
تو کیا یہ وہی شخص نہیں جو کل تم سے کہہ رہا تھا کہ ان خرافات کو حجھوڑ دو۔
سید آفندی :- جی ہاں۔

فلاسفہ :- تم جانتے ہو۔ اس نے تمہیں کیوں ایسا کہا؟

سید آفندی :- آپ ہی ارشاد فرمیں

فلاسفہ :- ادیانِ مشرق کی نہت کرنے سے ان لوگوں کی یہ غرض ہے کہ ہم اپنے دینوں کو حجھوڑ دیں۔ اس نے کہ
ہمارے دین ہیں جماں سے اتحاد کارابطہ ہیں جب ہم اپنے دین سے دشکش ہوئے۔ ہمارا رابطہ ٹوٹ گیا۔
اتحاد جماں تاریخی قوتِ رخصت ہوئی۔ اور ان کو جماں کے ملکوں پر مسلط ہزیں کام لاستمل گیا۔ لہذا ان لوگوں
نے اس کام کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔
علامہ نہیں دی کا ستری اپنی کتاب "خواطر و سوانح فی الاسلام" میں لکھتا ہے۔ ایک دن میں جوان
کے صوبہ میں جوز قوم اور سبیر کے یون میں واقع ہے۔ دشت نور و تھا۔ خاندان یعقوب کے سین جوان گھوڑا
پر سوار میرے سچھے سچھے آئے تھے۔ ان سواروں کی مقدار ڈگریاں ہو گئی تھیں۔ یعنی گھوڑوں کی تند مزاجی ان کو
با قاعدہ اور نظم نہیں سمجھتی تھی۔ اگلی صرف کا گھوڑا چھپلی صرف سے ذرا بھی چھوڑ جاتا تو پچھر جاتا۔ اور پچھے ٹرکر بڑے
زور سے دولتیاں جھاڑتا۔ یعنی گھوڑی در کے بعد اس کا سارا غصہ فرو ہو جاتا۔ اور حسب محمول چلنے لگتا۔ کہ
آگے ایک تند مزاج جوان ایک قوی ہلکی نقرے گھوڑے پر سوار رکھا جیس کو کیجھ کر سدھ منا گھوڑا۔

کو ضبط نہ کر سکتا تھا یہ جوان نہایت پچھر سروں میں اشتعار گانا جانا تھا جس سے تمام مجھے

تھی۔ اور زیادہ تر میری ہی درج میں تھے۔ ان سب کے یچھے میں میں اس سلسلہ

رکاب بوسوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہو کہ ان آداب خدمت بجالانے۔

مشرقی قوموں کو اپنے معاشرات میں اخلاقی تنزل سے تھام رکھا ہے۔ میں ان اشعار کو کان لگا کر گفتگو میں ستارا ہا۔ اور بعض اشاریں نے یاد بھی کر لئے۔ یہ تمام اشعار مسلسل جز تھے جس کے متن مفہود سمجھنے نہیں آتے تھے۔ کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون مادح ہے۔ کون مددوں۔ کون مخاطب ہے۔ کون مسلم غرض ہم یوپن یوگوں کو ان کا سمجھنا بالکل قبول نہیں۔ مثلاً اس وقت میری عمر بچپن میں برس کی تھی۔ جاڑوں کا زمانہ اور نہایت خوشگوار دن تھا جس کی گزی سے بدن نیشاٹ پیدا ہوتا تھا۔ اور شوشن خیانت تیر تھی۔ نوشبو را ہمیں کو بدست کئے دیتی تھی۔ اور سو نکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ لذائیز زندگی کے انتہائی درجے سے متینگ ہرہ ہے۔ اس حالت میں مجھ پر ایک اور حساس طاری تھا جیسی اس محقق کا تصور جس کا نام ان سواروں کی زبانوں پر صبح و شام جاری رہتا تھا۔

ہم اسی حالت میں چلے جا ہے تھے۔ کہ ہمارا شعر دستہ چپ ہو گیا۔ اور ذرا سخت آواز سے زیری طرف مخاطب ہوئے بولا۔ کہ جناب اب نماز عصر کا وقت آگیا۔ اس آواز کے ساتھ نہایت سوار گھوڑوں سے اُتر پڑے۔ اور صاف باندھ کھڑے ہو گئے بمناؤں میں جماعت کی نماز کو تھیا نماز پر شرف حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم عیسائیوں میں ہی ہے۔ میں جماعت سے ذرا پیسے ہٹکر کھڑا ہو گیا۔ اور دل میں لکھتا تھا۔ کہ زین ہٹ جاتی۔ تو میر سماجاتا ان جوانوں کے شلے نماز کی مختلف حرکتوں سے کبھی یہ کھاتے اور کبھی کھل جاتے تھے۔ وہ نہایت بلند آواز بدریہ اللہ الکبر کہتے تھے۔ اور یہ پڑھلاتا۔ آواز میرے دل میں وہ اثر کرتی تھی۔ کہ موحدین اور علمائیں کی تقریب میں نہیں کیا تھا۔ میرے دل پر شرم اور انفعاں کا وہ اثر تھا۔ جس کے ادا کرنے کے لئے مجھ کو کوئی لفظ نہیں۔ یہ گروہ جو بھی میرے سلسلے کردن ہبھکرا رہا تھا۔ صاف حسوس کرنے لگا۔ کہ نمازے دعٹ گھو سے بیٹ زیدہ حسنہ اور بلند رتبہ کر دیا ہے۔ اور اگر اس وقت میں اپنے دل کے کہنے چلتا۔ تو بیساختہ چلا چھٹا۔ کہ میں بھی خدا کا مصروف ہوں۔ مجھ کو بھی نماز کا ادا کرنا آتا ہے۔

حقیقت میں وہ محیبِ دل فریب سماں تھا۔ وہ اپنے معمولی لباس کے ساتھ کس باقاعدگی سے نماز ادا کر رہے تھے۔ اور ان کے پہلو میں گھوڑے اس طرح چپ چاپ کھڑے تھے۔ گویا نماز کے ادب نے ان کو سرگوشوں کو زیادہ ہے۔ گھوڑوں کا یہ درجہ ہے کہ رسول اللہ کمال محبت کی وجہ سے جریشیں کی پریشانی کے موقعی اُن کے مہنہ کو اپنی رووا سے پوچھتے تھے۔

سر و سینج میدان میں ہر فریب ایک میں تھا جو سنگ فوجی لباس میں تھا جو ان کو شکنخیہ میں کس دیتی ہے۔ یہ کی نشان کا انٹھا رہنہیں ہوتا تھا۔ میری حالت میں بسیدینی ساکب ہی تھی۔ حالانکہ میں تھا۔ جو نارہب کا مولود و منشائے ہے۔ اس عبادت لذار گروہ کے آگے جو اپنے نماز کے فرائیں اُس دل سے بجا لارہ تھا جو چھائی اور ایمان لبریز تھا۔

میں باکل ایک جماد یا کتاب معلوم ہوتا تھا۔ اس حالت میں مجھ کو توریت کی دہائیت یاد آئی۔ کہ خدا سام کے خیمہ میں سکونت کریگا۔ اور یافت کی اولاد کو ترقی دیگا۔ یہ دونوں گروہ اس وقت یہ جانتے یعنی وہ نماز گزار جو سام کی اولاد سے تھے۔ یہ چونے نہ ہب اور اس خدا پر نہ تھے۔ جو ابراصیم کے خیمہ میں داخل ہوا تھا۔ اور میں جو یافت کی اولاد ہیوں۔ اور جس کا شہرہ صرف فتوحات اور لاطائیوں پر موقوف ہے۔

غرض جب منزل ختم ہو گئی۔ اور میں فردگاہ پر واپس آیا۔ تو بوجیالات میرے دل میں آئئے ان کو قلم بند کرنے لگا۔ اُس وقت میں محسوس کر رہا تھا۔ کہ مجھکو اسلام کی حلاوت اپنی طرف کھینچ رہی ہے گویا میں نے اُس سے پہلے کبھی کسی ہماری میں کسی قوم کو عبادت بجا لاتے دیکھا ہی نہ تھا۔ مجھ کو اس وقت عیسائیوں کے خیمے یاد آگئے۔ بہہاں صرف سورتوں کی پستش کی جاتی ہے۔ اور اس خیال سے مجھکو پورپ کی بد و نبی پر غصہ آگیا۔

جو کچھ تم نے ابھی سیلوں کا حال پڑھا ہے۔ اس کی نظر بلوچستان میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ میں نے ایک جو من سیاح کا مضمون بھی اخباروں میں پڑھا ہے جو لکھتا ہے:-

میں نے جو بہترین سعادت خوش ترین غرت اور برترین کمال و راحت کے جلوے بلوچستان میں طالخطہ کئے ہیں وہ میری آئنہوں نے کسی اور قدم رپھیں دیکھے۔ وہ لکھتا ہے۔ یہ لوگ امام شافعی کے نہ ہب پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں جب نمازِ صبح کا وقت ہوتا ہے۔ مرد عورت بچے بلوڑھے جوان۔ نماز کے لئے حافظ ہو جاتے ہیں۔ نماز کے بعد امام ان کو دینی نصیحتوں کا درس دیتا ہے۔ پھر جب آفتاب نکل آتا ہے تو وہ سب شادوں و خرباں لپٹے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اس ملک کی عورتیں لپٹنے کا رو باریں مٹھاکاں اور فرائیں کی جگا اور ہمیں مشغول رہتی ہیں۔ گھر کے پاک و صاف آبروں ان کے بیچ داغ اور شوہر ان کے پاک دامن ہیں۔ ان کے ملک میں سالہا سال تک زنا کی خبر نہیں ہنسی جاتی۔ پرخلاف بھار کہا کے ملک کے جہاں بہترے لیے مرد پائے جاتے ہیں جن کے بیٹے ان کے پڑو سیوں کی شکل پر ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں تو کوئی شخص کسی لڑکی سے بات چیت نہیں کر سکتا۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہاں لوگ تجھے و ججازیں آ جملک نہذوں کو ان کے وقت پراوا کرنے تھیں۔ اور دین پر لقین رکھتے ہیں۔ اور جس لوہا

چاہیے کہ تمام چیزوں کا درجہ جامع اہم سرشاری میں مایا جاتا ہے۔ لیکن جو علمیں یہ ہیں:-

وہ نکل کر اپنے ملک میں جاتا ہے۔ تو اس نماز کے حالت کو اپنے علم کے خلاف پاتا ہے۔

انگلستان کا پہلا نو ستم امگریز شیخ عبداللہ کو یہ ہے:-

روائیت کیا ہے۔ سالہ بڑی کی بات ہے کہ اہلبان مجھے مشورہ دیا تھا۔ کہ کچھ دن راحت کے جمل طارق گداروں جب میں دہل پہنچا۔ تو مکش کے بعض حصوں میں رکھ رشادہ کرنے کے لئے طنجے پہنچنے کے ارادے تھے پر سوار ہوا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب میں اس جہاز پر پڑھا۔ تو میں نے اس میں لجھنے ستر کے حاجیوں کو دکھایا کہ مندر سے پانی کے دول نکال کر بہت خوبی کے ساتھ اپنے اجسام کو پاک و صاف کر رہے ہیں۔ پھر جہاڑ کا بنگرا ہوا۔ اور ابھی اُس نے بندرگاہ کو چھوڑا نہ تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ نمازی ہمیں درست کر کے خشوع و اطمینان کے ساتھ ہوا کے جھکاؤں اور جہاڑ کے جھکاؤں سے بے پرواہ اکٹھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان چھوڑ پر حوصلہ دایا جانے کے آثار میں نے دیکھی۔ اُنہوں نے پہرے ول پر خاص شائزیر کی اور ان کی اس حالت نے اس دین کے متعلق جس کے وہ پیرو ہیں۔ مزید معلومات یہم پہنچانے کا بے حد اہتمام پیدا کر دیا۔

ڈاکٹر لی سان ایک فرانسیسی ادیب ہے۔ اُس نے اہل سندہ اور دیگر اقوام کے تعلق طبی طریقہ عالمانہ تحقیقات کے بعد چند کتابیں لکھی ہیں۔ یہاڑی سے کار میڈر (صلح اللہ علیہ وسلم) اور آپ نبی تعلیم کے تعلق جدیا نیک خیال اس نے ظاہر کیا ہے وہ یورپ میں مورخ کے ہاں بہت کم نظر آئیا۔ کہتا ہے اُس نبی اُمیٰ (صلح اللہ علیہ وسلم) کی بھی حریت اکیسر مرگزاریت ہے۔ عرب جسی کا نہیچا قوم کو کیا چا کرنا اور اسے تحریری راہ پر لگانا آپ کی ہی زبان اور حلم کا کام تھا۔ آپ نے دنیا کو ایسا کمیں نظامِ عمل بنایا۔ کہ صدیاں گذرے کے باوجود کبھی اس میں سرورِ ذرق نہ آیا۔ اب بھی اپنے مدار اقدس سے صدیاں بندگان خدا پر بلا شرکت غیرے آپ حکومت فرماتے ہیں۔

مصر میں دوران سفر میں میں نے چند بیجھ صورت سلطان قیدوں کو دیکھا۔ کثیل و غارت گری جیسے مختلف جزوں کے سبب طوق و سلاسل پہنچنے ہوئے ہمیں دوسرا قید خانہ میں منتقل ہوئے جا ہے میں۔ جب یہ لوگ دریائے نیل کے کنارے اپنے نواب نے اپنی آپنی قیود کے سبب نہایت دشواری نے دھوکا لیا۔ اور سب کے سب ریگ پر صرف بستہ ہو کر اپنے خدا نے نندوں کے سلسلے نماز کے داسٹے سر کے جو گھر ہو گئے۔ میں انتہائی استعجاب کی حالت میں کھڑا ہا۔ کہ اللہ عنی اس نبی اُمیٰ کی کسی محکم تدبیر نہ تھی۔ کہ تیر و سو برس گذرلنے کے باوجود یہ بنتیں سے کو فراموش نہ کر سکے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی پاداعمالی اور حیث باطنی کو سب اخلاق قیود کو تور کر پہنچنکیا۔ اور اسی وجہ سے یہ موجودہ زندان نکبت میں گرفتار

الضَّحَا وَ قُرْبَانٌ

(مولوی محمد اشرف صاحب ہزاری)

حضرت ابراہیم علی نبیت و علیہ التسلیم دنیا سے اسلام میں وہ بزرگ زیدہ انسان گذرے ہیں کہ جن کے نام اپنی سے ہر عالم و جاہل دپیر جو وال واقع ہے۔ اس عجلیں القدر بیٹھو اکی ذمۃ شود صفات پر مسلمان جتنا بھی فخر کریں جائے یہ مسلمان اسلام کے اس پیلے باغبان کے مکار م اخلاق پر جس قدر بھی خاصہ فرسائی کی جائے تھوڑی ہے۔ صدھر انبیاء کا وجوہ مسعود آپ کی لپشت مبارک سے طہور نظر ہوا۔ یہ ماں ماں کہ سیدہ الاولین والآخرین تھے جو اذنم تمدن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ان کی اولاد ہونے پر فخر حاصل ہے۔ قرآن مجید میں جب کبھی اس خدا کے پیاسے بندے کا نام آتا ہے تو رسوت بارگاہ و رب العالمین سے حضرت ابراہیم کے نئے ایک تازہ اور عزت سے بھر ائمہ اخطاب عنایت کیا جاتا ہے۔ صدیق - امام خلیل حنفی سیلم - قانت - اداہ - نیب اور سچو قسم اور کئی بہترین القاب فرمائے ہیں جن سے معلوم ہوا کہ اس پیاسے رسول اکو خدا کے پاس غلیم الشان مرتبہ حاصل ہے۔ اب بس اول پیسیدا سہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کو یہ رتبے کس طرح ملے تھے۔ وہ کوئی سارستہ ہے جس پر حکلیل اللہی خاکت سے سرفراز ہوئے۔ اور امامت دنیا کے حرب کی زینیت بنے تھے۔ کیا بنیہ کسی بہتلا و آزمائش کے سبقت بستر آرام پر بیٹھی بیٹھی یہ سندھل کی تھی۔ یا مہندی کی طرح مصائب کی جھی میں پیس جانے کے بعد کوئی منزوں کو طے کرنے کے بعد مجنوبہ نہ عاکے ہاتھ پر یوسف دیا تھا۔ اس کے حواب میں قس کرنیں رکم کی آمیت و اذابتی ابراہیم رضی اللہ عنہ

بیکلامیات فاتحہ میں قائل ای جما علک للناس اماما ط پر غور رئے سے سائل کی تشقی کا مل سکتی ہے جس کا علاصہ تفسیر ہے کہ باری تعالیٰ نے چند احکامات کے ذمہ

حضرت ابراہیم کا امتحان لیا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اور صحیح منزوں میں فرانہ

حضرت ابراہیم کا اثیار اور جو شریعت و خلوص قلب دیکھ کر دیا گئے رج

اور شاکر علیہم کی بارگاہ سے یہ فرمان جاری ہوا کہ اے ابراہیم

تمام دنیا اور آنے والی اُستین کا پیشوں بنا دیا۔ یہ فرمان نئتے ہی ملت کے عمل کھانے والے حضرت ابراہیم نے یہاں کیا کہ لے خدا اس نصب جبیل میں میری اولاد کو بھی شال رکھے۔ جواب آیا کہ اے ابراہیم! یہ چیزیں میراث نہ نہیں ہوتی۔ ہاں اگر تیری اولاد تیرے نقش قدم رکھی اور تیری طرح یکنگ خالص سلم جانباز جنمیہ اشیار ہوئی۔ تو میری یہ حمت ان کو جی شالی ہو گئی۔ اور وہ بھی اتوام عالم کے پیشووار ہیں گے۔ برخلاف اس کے اگر وہ عیش پرست آرام طلب اور دُنیا وار ہوئے تھے۔ اور خدا کے حدود توڑنے والے بنے تو ایسے ظالموں پر میرا وعدہ حادی نہیں چکتا۔ بلکہ وہ دوسرا، قوموں کے حکوم اور باخت ہو کر رہیں گے۔

الفرض آئیت مندرجہ بالا کی تفسیر سے واضح ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمالات اور اعزازات بخیر شفقت کے حامل نہ ہوئے تھے۔ بلکہ بڑی جانگداز کھن منزوں کو بُسُور کرنے کے بعد یہ احالت حاصل ہوئے تھے۔ اب دلیل من بجملہ اُن احتفافی و تھافت کے کچھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ جب حضرت ابراہیم نے یہ دیکھا کہ دنیا بھر میں کوئی ایک بندہ بھی لا إله إلا الله پڑھنے والا نہیں۔ کہیں سورج اور چاند کی پرستش ہو رہی ہے کیہیں پتھر کے بُت مسجدو خلائق ہیں کیہیں نمرود کو قاضی الحجاج سمجھا جاتا ہے۔ اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خداۓ وحدہ لا شریک سے تمام دُنیا مُہمنہ مودے بھی ہے۔ اس وقت غیرتِ اسلامی نے جوش مارا۔ حضرت ابراہیم کی تھمل ٹوٹ گئی۔ تمام طاغونی طاقتوں سے نذر یہ کرتے ہوئے کے خلاف چھاپ تبیخ شروع کر کے ایک نقرہ لا إله إلا الله سے نمرود کا پائیتخت ہلا دیا۔ اور اس نئی آزادتے تمام نمزدی قلمروں میں ملکی ٹرکی ہے۔ ہل باپ اور دوست کیلئے اپنے بندی حباب صاحب رنگ میں منج کرنے لگے۔ کہ اے ابراہیم! تو کبھی قبل از وقت اپنی مردت کو بُلنا ہے۔ نمرود کی بے پناہ طاقت کو کیکھ رہ لیتے اواز اور انتقاد سے باز اچاہی کیں حضرت ابراہیم کا یہاں اور استقامت کوئی چیز نہیں۔ کہ الی ی دلکبوں سے مل جانا۔ بلکہ وہ تو ایک پہاڑ سے بھی زیادہ مخصوص اور ذریع غرمِ مستقلال کا مالک تھا۔ کوئی خطہ بھی اُسے اپنی اچھے سے نہ لے سکا۔ آخر یہاںی بتیخ اور بحث سے گذر کر ایک دن وقوع پاک بُستھانہ میں قدم رکھوا اور تمام سُتوں کو تور دیا۔ شام کے وقت بُت پُستوں نے جب آگر دیکھا۔ کسی کا جدابا پڑتے کسی کا ازدھنیں۔ کوئی نہ سُدھا رہے۔ کوئی رُکھنے کے لیے گرا ہے۔ تو ان کے غضب کی حد تھی اُس نے نمرود کے پاس دوڑے آئے۔ آخر نمرود کی عدالت سے یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت اسجا ہے۔ وہ خدا کا سچا یا شق تمام اختلافات تو پہیے ہی لڑ کیا تھا۔ اب هر فوج جان ہو جو حقیقی کے نامہ رفران برستے ہوئے جسم اور جان کا پیوند توڑنے پر بھی آؤ۔ وہ کرنارِ عشق سے ظاہری اُنگ کو گز نزار بنا دیا۔ حضرت

ابراہیم کا اشیار و محبت دیکھ کر فرشتے بھی جیرا رہئے۔ پتے سلام اور مبارکہ میں ان تبلیغ کیلئے ایسا ٹیکتے
قدم اور جسم اشیار ہو ناجاہی ہے۔ حضرت ابراہیم کے پاس فوج نہ کسی زور و زر نہ تھا۔ سامان جنگ نہ تھا۔ مگر
کوئی خطروں سے منزلِ مقصود سے روک نہ سکا۔ اور مزروع کی تمام طاقت بے کار ثابت ہوئی۔

درہ سے منزلِ جہاں کو خطرناست بجاں

شرطِ اُول قدم آنت کے مجنونِ باشی

آخر حضرت ابراہیم اپنے مطلب میں کامیاب چینے اور گھرِ توہی کے پرسوچے ہونے لگے۔

۳۲، ایک بڑی آزمائش یقتو، کہ خواب میں الہام کے طور پر فرمایا۔ کہ اگر ہماری محبت میں تو صادق ہے،
تو اپنے پیارے فرزند کی قربانی کر۔ اس خواب سے بیدار ہوتے ہی تعلیم حکم پتیار ہو گئے۔ مگر مل میں خیال
کیا کہ اگر یوں ہی بیٹے کو قربانی کرتا ہوں تو خاص اپنے ہی فرضِ منصبی کو ادا کرنے والا ہوں گا۔ ذرا بیٹے سے
پوچھ کر یہ بھی کہنا لیا چاہیے۔ کہ وہ میرا سچا جانشین ہے یا کہ نہیں۔ مگر اس صدیق اپ کے خلفِ رشتہ دینے
انستینی ذوق و شوق کے ساتھ اپنی گردن چھپری کے زاویہ کرتے ہوئے فوراً کہدیا کہ اے باب جو حکم چوچا
اس کی تعلیم میر جلدی کیجیے۔ میں حاضر ہوں۔ حرفي شکوہ زبان پر نہ لاؤں گا۔ اور اپ دکیلہ ہیں گے۔ کہ میں
صابر رہوں گا۔

حضرت ابراہیم اپنے پیارے بیٹے کو ساتھ لیکر قربان گاہ کی طرف چلے وہنچ پر فرزند دلپند کو زین
پر لٹا کر لختے کئے میں بڑا دیا۔ اور اس کے نازین میگر چھپری کھلکر ذبح کرنے کو تیار ہوئے۔ اتنے ہیں آسمان
سے آواز آئی۔ اے ابراہیم! بس۔ تیرا خواب تھا ہمیں۔ تیری قربانی قبول ہوئی۔ میہن تیری آزمائش منظور
تھی جو ہمیکی۔ اب تجھے ایک مومازارہ یہ نہ دیا جانا ہے۔ یہ ترجیح کرئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اگرچہ
بارگاہ رب العالمین سے فاریہ دیا گیا بلکہ حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد جیسی عزیزترین مناسع کو دوست پر
قربان کر دیا تھا۔ کس طرح چلتی چھپری حق فتح اللہ پر
وہ تو میرا امتحان تھا کوئی قربانی نہ سمجھی۔

۳۳، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کارناموں سے ایک بڑا کام بیت اللہ شریف کی تعمیر ہے جس کے
ارٹش و خداوندی کے سلطان اپنی نازک کن دھون پر تھر اٹھا کر اپنے نازین ہاتھوں سے رہا۔
اس سیل علیہ السلام سر ایجاد کیا۔ خدا کے گھر کا مرد وور بنا۔ سمعاروں کا کام اپنے ہاتھ۔
عجیز اور عبودتیت کا ثبوت دیا۔ اور سجدتی تعمیر کر کے اسلام من ایک اسے
تمامِ انجمن اور جلسہ گاہوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔

کی سرگرمی اور جانے نماز سے زیادہ وقت نہیں دیتے گر حقیقت میں بھی لگھ رہے جو امت مسلمہ کی جمیلہ ضروریات کیلئے کافی نہ تھا جبکہ قوم نے مساجد سے مُسٹہ موڑا۔ اُسی دن سے خدا کی رحمت نے ان کا ساتھ پھوٹ دیا۔ اب بھی اگر ہم مساجد کی چوڑھٹ پر سر کھو دیں۔ اور مسجد نبوی کی طرح ہمارے منبر ذہب و سیاست کا چیخشمہ ہو جائیں تو قوم کی جملہ امراض مختوڑے دلوں میں کافروں ہو جائیں گی گر افسوس کہ ہمارا تو معاملہ علکس ہے۔ مساجد سے وہ کام نہیں لیا جاتا جس کے لئے بنائی گئی تھیں۔

قریبانی کی غرض ایاں تک مضمون بطور تمہید ذہن نشین کرنے کے بعد جاننا چاہیے کہ قربانی قربانیوں سے تعمیر ہوئی ہے۔ اور قربانیوں سے ہی باقی رہ سکتی ہے۔ اس کی جس دیوار کو کھولی کر دیکھو صدر انسانی ٹپیاں اس کی ایسیں نظر آئیں گی۔ جو خون ہجکر کے پانی اور گوشت کے گاہے سے ٹاکری یعنی عمارت تیار کی گئی ہے۔ کئی خنگ بدر اور کربلا عبور کرنے کے بعد یہ تعمیر استوار کی گئی ہے۔

آج عید القصر زدیک ہے۔ قربانی کے لئے جالوز موتے کے جاتے ہیں، عید کے دن شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک روئے زین سرخ کی جائیں گی۔ لاکھوں روپے قوم کے صرف ہوں گے۔ مسکین کے پیٹ بھرے جائیں گے۔ مگر اصل نرض یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی یاد نازہ کی جائے سکیں تا پیغ کا درق دہرا یا جائے۔ ہر جگہ اس کی سوانح پر خبطے دیتے جائیں اور قدم کو یہ سبق دیا جائے کہ تیری ابتداء کیسے ہوئی تھی۔ اب بھی اگر نقدار کا طلب گاہ ہے تو ابراہیم صفت پیدا کر۔ ذہب اور طلت کیلئے ہر قربانی پیش کر۔ جست نہ کن ہو جا۔ غیر اللہ کی محبت اور خواہیں کا لکھ پر چھپری رکھ دے۔

ہر خانف کی آنکھ کو باع نقصوں کرتے ہوئے برداشت کر اور جان پر کھیل جا۔ پس جب توئے ابراہیم صفت پیدا کی تو پھر نارا براہیم کو گذار بنانے والا رب بھی اپنا جسلوہ دکھانیکو تویار ہے۔ وہ منٹوں میں تیرے مقابل ہر نزوں کو فنا کے گھاٹ آتا دیکھا۔ جس طرح ابراہیم کے مقابل نزو و دنی۔

خنزروں کے مشعہ اور مکانات کا تختہ اٹھ گیا۔ اُسکی حکومت اجڑ گئی۔ سورتیاں فنا ہو گئیں۔ اُلیٰ کی بستیاں کھنڈرات کے ڈھیر میں دیکھتے والے بیان کرتے ہیں کہ اب تک عناب کا

ہے۔ نزو دکی روچ غذاب جنم میں بے چین ہے۔ اس کی قبر پر فاتحہ کی چکائے ہے۔ نزو و دکان مرت گیا۔ ایسے ہی اس کا کام بھی مرت گیا۔ یہیں اس کے رسول نبی کی طرح روشن ہے۔ اس کی درس گاہ تو ہی کروڑوں

انسان فیضیا ب ہیں۔ اس کا کعبہ آباد ہے ساس کی دعائیں مقبول ہیں۔ ہس پر دلود کے پھول بستے ہیں۔ رونے زین کے ستر کرو ڈیں مسلمان اس کے نام پر قربان ہیں۔ قرآن کا درق ورق اس کی یاد سے روشن ہے۔

عید کے دن ملت ابراہیم کے دعویداروں کو یہ سمجھا یا جاتا ہے کہ ڈاہڑھی کا بڑھانا۔ بتوں کے بال اور ناخن کتر و انابچے کا ختنہ کرنا۔ اور دیگر یہی چند ہیں کاموں پر ملت ابراہیم کا انحصار ہیں۔ بلکہ صلیت ابراہیم یہ ہے کہ خدا کی راہ میں جان اوسال اور اولاد جیسی عزیزی چیزوں کو قربان کر دد جب حضرت ابراہیم والی کامیابی اور سعادت دایں حاصل کر کے اپنی مخالف طائفوں پر غالب آؤ گے یہ ہے فلسفہ عید البقر اور بس۔ ۵

ہو اگر آج ابراہیم سا ایساں پیدا

اگل کر سکتی ہے انداز تکستاں پیدا

خاکساری فہرست

(بسیلسلہ شاعت ماہ جنوری ۱۹۷۳ء)

مازصرف ایک سلام سلاہ سے عبادت ہر کو تمیں۔

(۱) اسلام میں عبادت معانی آنکھ خدا کی پیغم تعمیل زیادی ہے۔ کوئی انسان کی جانی ہوئی لغت اس کے صحیح مفہوم کو خدا ادا نہیں کر سکتی۔ اور جس طرح کسی بُقا کی ملازمت میں وقت کی تخصیص ہیں ہوتی۔ یعنی طرح عبادت بھی وقت سے ختم ہے نیاز ہے۔ "الصلوٰۃ صرف ایک پنج وقتہ حاضری اور سلام سلام ہے۔ جو ہر دن ادار و حکم دار مسلم اور طیب غلام کے لئے روزانہ خدمت کے بعد ضروری ہے یعنی بجائے خود بہادر نہیں۔"

بقیہ حاشیہ:- منی الاسلام علی الخمسی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد اَعْبُدُ لا و رسوله و

الصلوٰۃ و ایماء الذکوٰۃ والجھن و صوم رمضان" (مشکوٰۃ شریف فصل دوں کتاب الـ

رکھی گئی ہے اسلام کی پانچ چیزوں پر۔ اس مرکی لوہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی جو وہیں ایماء

اسکے بنستے اور رسول ہیں اور ماز ٹھندا اور زکوٰۃ دینا اور جگ کرنا اور رحمہ

کے مقابلہ میں مشرقی کا لکھ شہادت، نماز، روزہ وغیرہ کو اسلام کرے۔

حقیقت کو آشکار کرنے کیسے کا:

(تذکرہ اردو بمقademہ کے ص ۱۱۵ کا حاشیہ) ۲۳، قرآن کی اصلہ صرف ایک ذکر کا بخوبی نام ہے ایک کارکن خادم کی احیاناً اپنے مالک کے حضور میں حاضری ہے۔ ایک نعمت کے حصول کی عرضہ اشتہر ہے بسی ترقی خواہ کی عرضہ عرضہ ہے کچھ فرب شاہ کے باعث حوصلہ افزائی کا سامان ہے کچھ خدمت سوئے ہوئے جذبہ کو محکم کرنے کا درسیل ہے کچھ تھکے سوئے اعضا کو پھر تازہ کرنے کا ذیعہ ہے۔ کچھ آقا نامدار کے ساتھ اپنی ارادت کو تیز کرنے کا اذار ہے۔ یہ سب کچھ ہے مگر عبادت قطعی نہیں۔ (تذکرہ حصہ اردو دیناچہ ص ۹۰) اس نے پس میرے نزدیک اصل عبادت عمل اور صرف عمل ہے۔ زیکر پنج وقتہ نماز پڑھ لیا قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ (تذکرہ دیناچہ کامست ۲۹)

"نماز ظاہری اركان کے بغیر کھی ہو سکتی ہے۔"

قرآن کو نفس الامر کے بیان کرنے سے غرض ہے بسی نعمت کی طبیعت سے اس کو کچھ بحث نہیں۔ اس کے نزدیک آج بھی اصلہ وہ شے ہے جو دھنی تکفی دل، وہ نتیجہ خیر ایامت اور ضبط نفس و تقویت عمل، اخوت و موالات، وہ تعاون اور معاشرت پیدا کرنے۔ جواب امام اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے پیغام میں قصود بحقیٰ محدثی نماز کے طواہر اور اركان سے اس کو کچھ سفر کار نہیں اور جس طرح بھی تائی پیدا ہو جائیں۔ اس کی نظریوں میں، بارگاہ و خدا میں قبول ہیں۔ (تذکرہ اردو دیناچہ کامست ۲۹)

"بار بار نماز رڑھنا اور احمد احمد ہتھ رہتا مسخرہ ہے۔"

کسی ملازم نے آج تک اپنے آقا کو ایک ایک کر کے نہیں پکارا۔ کسی نگات دل نے تنگی میں آقا نے اپنے توکر کو اس بات پر تھین نہیں کیا۔ کہ وہ اس کو روز و شب ایک ایک کہکر لپکارتے ہیں۔ ایک دن از بس منصخرہ خیر ہے۔ ایسا عمل از بس اپنہا نہ ہے (الی قولہ)، اس کے لئے آقا کو دمدم صرتھے ہیں بھی ضروری نہیں۔ اس کو لمحے لمحے کے بعد سلام کرنا بھی محل عبادت ہے اس کا ہر وقت کلمہ پڑھتے رہنا بھی نازمت میں ہارج ہے۔ اس کو ایک ایک کہتے رہنا بھی عبادت ہے منصخرہ انگریز ہے مسخرون پن (باتی آئندہ) (تذکرہ حصہ اردو دیناچہ ص ۹۰)

او بھنگ پینے والے شہر سے اور ملگ بھی بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ ظاہر نماز کوئی چیز

ملنگ کافی نہ یافتہ معلوم ہوتا ہے (منہ)

- ملاحظہ ہو رسالہ نہ کا ص ۹۰ (فاسی)

تبلیغی کتابیں

ا) مہات القراء عیسائیوں کے شہرو رسول
دینی کتاب کے ذریعہ مزرا بیویوں مخالف قرآن کا بلخ رذیغ
عیسائی لکھوں کی تعداد میں خلائقی قرآن کو غلط تقدیم کرتے ہیں
ہیں لبڑی بہایت القرآن کی وسیع اشاعت نہایت فروضی ہے
کیمیت فی سینکڑہ صات پیے۔ فیل خود تین آنے۔

سودا کے ہمہ را شوعلہ حاجی حکیم داکٹر محمد علی
حکیم پیر صاحب۔ اس سالہ میں طبعہ
اور مزادنا کی تحریرت ثابت کیا گیا ہے کہ مزادنا امام محمد
قادیانی نبی تھے نسیح نبی مجدد تھے اور نبی چلی پلکہ مدرس
مالیخولیا کے مرضی تھے ان کے کل الہاما اور دعاویٰ حسن
مالیخولیا کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب ووبارہ مدد اضافہ
کے طبع ہے جس میں فاضل مؤلف نے مزرا بیویں کی عجب
تحقیقیں کا دوام ان کی نجوا ب دیا ہے قیمت ۵ روپیہ۔

علمی جواہر شمس الاسلام کے کچھ رچے
 موجود ہیں۔ یہ سائل ہفت جلد نایاب ہو جائیں گے۔
اوپر یہ کسی قیمت پر نہ لے سکیں گے شائیقین رعایتی
پر ڈوانے فی پرچم کے ساتھ نسلکو سکتے ہیں ہے۔

الاسلام بھیرہ (چخاب)

سیف المسلط

اس کتاب میں مولانا ابوفضل
قبیر نے مسئلہ خلافت پر حرکت آئی ابجت کے خلاف
ملکیت پر صوان اللہ علیہما الحمد عجین کی خلافت حقیقت قرآن مجید کی
آیات سے ثابت کی ہے اس کتاب میں فضیل باری اللہ تغیریاری
اد کا نہیہ مذہب شیعہ کے رسائل صحیح شائع کے کئے ہیں علماء
اصفہانی مذہب نہیں شیعہ کا فتویٰ دربارہ عدم جواز بیعت
تحرم محیث یعنی کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ روپیہ۔

تحفہ ممزراعہ یعنی جدید شمس الاسلام
حکیم پیر رحیم کے دسمبر ۱۳۴۷ء کا ایڈیشن
جو قادریان نبرکے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں یہ
عندہ میں قادریوں کے رد میں درج ہوئے
ہیں قیمت چار آنے۔

تحریک قادیان مؤلفہ جناب سید
جیسا جب بالک
اخبار سیاست لاہور۔ قادریان کے عقاید پر مکمل
تر تصریح اور رد قیمت ایک روپیہ۔

رکعت مزاونج ہمیں رکعت تماوج کا قرآن
حدیث۔ آثار۔ اجماع امت کی قیمت فی سینکڑہ ایک روپیہ
صلیلہ کا پیٹہ: **تہجیر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (چخاب)**

تسلیق کتا بیس

اُن تابِ مُدَبِّریت: مولفہ شیرا اسلام مولانا ابوالفضل

چار آنے طلب فرمائے ہیں ہے خواہشید حضرات اس سالم کو قیمت

کشف التلذیح حصہ اول و سوم - مولفہ سید ولادت

حسین شاہ صاحب دہلوی - یہ کتاب میں اسلام کے ساتھ

بلج ہو چکی ہے۔ اکنچھ چد کا پیاس زائد طبع کرائی گئی ہے

شانقین جلدی طلب کریں پیشیم کارب نہ نوریاں

کنی و فربیج ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیوں کے

نوریاں باطلت لکھ کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان کے

اترافات جوابات ہبائیت مانت و شاستگی سے

بنتے گئے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۸

تاز رات نہ بیعت (دو ٹینہ مقدادت قاویانی)

اس کتب میں ان فوجداری مقدادت گور و اپور کی صحیح

روشیہ او درج ہے جن پر میزائے قاویانی دو سال

سرگردان رکھ رسانات سور و پیچہ جوانہ یا چھ ماہ قید کے

سزا میں بھیستے۔ ان واقعات کی تفصیل درج کرنا

ہے جو دو ران مقدادم و قوع میں آتے ہے۔ مزاج

کا جلاں مطہراتیں شکارگز رکھنوں پر پکڑ اپنایاں

جس بیٹ پکنی ملکنا اب پانی زمبا و فیرو وغیرہ حالات قابلہ

ہیں۔ مزاج اور ان کے ایکین علات مولوی اولین عبد الکریم نسبت

بیکھنی بیان دفعہ بیانیاں بیوت حکیم کے کافی ہو۔ کتابت بلادت یہیں شامل اُس پر پیغمبر قیمت صراحتی

ملئے کا پتہ: مفتی حبیبیہ سرس اسلام بھیرہ ریخاب

قیمت اس کتاب میں فہرست شیوه کی حقیقت کاں طور پر کی گئی ہے شیوں کے جملہ طاعن شیوں کی فوتو کے گھاؤنے میاں شیوں کے اصول فرقہ۔ اہلست کی صداقت پر

و حدیث احوال آئندہ ساوات رکت شیوه کے واقعہ پر برد

دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیوه کے

تفصیلیں زبردست حریب کا کام دیتی ہے۔ مجتہد من شیوه

اس کے جواب عاجز آچکے ہیں شیوه کے جملہ اعتمادات

ذراں سن جواب دئے گئے ہیں۔ قیمت تین بچے۔

برق آسمانی برخ من قاویانی:

یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شانقین

تھک گئے تھے الجملہ لیلہ کر زیور طبع سے آزاد ہو کر اس

کا اول حصہ شانقین ہاتھوں میں جا رہا ہے مولانا طہور احمد

حباب گوئی کی یہ کرہ الاراق تصنیف میڈا شیوں کا لاطقہ پنڈ کو دیکی

شانقین بہت جلد طلب کریں جسہ طیش ثانی کا انتظار کرنا

ٹیکا قیمت لالگت کے برابر، صرف آٹھ آنے (۸) رن

مذکورہ مشايخ بیکویہ - پنجاب کے شہروں معرف

نامور شیخ خاندان تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد

قصیر الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات ۲

بیکھنی بیان دفعہ بیانیاں بیوت حکیم کے کافی ہو۔ کتابت بلادت یہیں شامل اُس پر پیغمبر قیمت صراحتی

ملئے کا پتہ: مفتی حبیبیہ سرس اسلام بھیرہ ریخاب

بیکھنی بیان دفعہ بیانیاں بیوت حکیم کے کافی ہو۔ کتابت بلادت یہیں شامل اُس پر پیغمبر قیمت صراحتی

ملئے کا پتہ: مفتی حبیبیہ سرس اسلام بھیرہ ریخاب

بیکھنی بیان دفعہ بیانیاں بیوت حکیم کے کافی ہو۔ کتابت بلادت یہیں شامل اُس پر پیغمبر قیمت صراحتی

ملئے کا پتہ: مفتی حبیبیہ سرس اسلام بھیرہ ریخاب

بیکھنی بیان دفعہ بیانیاں بیوت حکیم کے کافی ہو۔ کتابت بلادت یہیں شامل اُس پر پیغمبر قیمت صراحتی

ملئے کا پتہ: مفتی حبیبیہ سرس اسلام بھیرہ ریخاب

بیکھنی بیان دفعہ بیانیاں بیوت حکیم کے کافی ہو۔ کتابت بلادت یہیں شامل اُس پر پیغمبر قیمت صراحتی